467

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 21-نومبر 2008

تلاوت قرآن پاک واردو ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

1- سوالات (محکمہ جات ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

2- سرکاری کارروائی

مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ 2008

(مسودہ قانون نمبر 12 بابت 2008)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ 2008، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ 2008 کو منظور کیا جائے۔

469

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا دسواں اجلاس

جمعۃ المبارک، 21۔نومبر 2008

(یوم الجمع، 22۔ذیقعد 1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بجے زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُولٞ مِّنۡ أَنفُسِكُمۡ عَزِيزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِيصٌ عَلَيۡكُم بِٱلۡمُؤۡمِنِينَ رَءُوفٞ رَّحِيمٞo فَإِن تَوَلَّوۡاْ فَقُلۡ حَسۡبِيَ ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَۖ عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُۖ وَهُوَ رَبُّ ٱلۡعَرۡشِ ٱلۡعَظِيمِ o

سُوۡرَۃُ التّوبَۃ آیات 128 تا 129

بے شک تمہارے پاس تم میں سے (ایک باعظمت) رسول (ﷺ) تشریف لائے۔ تمہارا تکلیف و مشقت میں پڑنا ان پر سخت گراں (گزرتا) ہے۔ (اے لوگو!) وہ تمہارے لئے (بھلائی اور ہدایت کے) بڑے طالب و آرزومند رہتے ہیں (اور) مومنوں کے لئے نہایت (ہی) شفیق، بے حد رحم فرمانے والے ہیںo اگر (ان بے پناہ کرم نوازیوں کے باوجود) پھر (بھی) وہ روگردانی کریں تو فرما دیجئے۔ مجھے اللہ کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں اسی پر بھروسہ کئے ہوئے ہوں اور وہ عرشِ عظیم کا مالک ہےo

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

کوئی سلیقہ ہے آرزو کا نہ بندگی میری بندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے
کوئی سلیقہ ہے آرزو کا
عمل کی میرے اساس کیا ہے بجز ندامت کے پاس کیا ہے
رہے سلامت بس ان کی نسبت میرا تو اک آسرا یہی ہے
کوئی سلیقہ ہے آرزو کا
تجلیوں کے کفیل تم ہو مرادِ قلبِ خلیل تم ہو
خدا کی روشن دلیل تم ہو، یہ سب تمہاری ہی روشنی ہے
کوئی سلیقہ ہے آرزو کا نہ بندگی میری بندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے
کوئی سلیقہ ہے آرزو کا

سوالات (محکمہ جات ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اب ہم وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں۔

جناب آصف منظور موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں۔

جناب آصف منظور موہل: شکریہ۔ جناب سپیکر! وقفہ سوالات سے متعلق میری ایک submission ہے کہ یہاں پر اتنے زیادہ سوالات ہوتے ہیں تو اس کے لئے آپ کوئی پالیسی بنا دیں یا اس کے وقت میں اضافہ فرما دیں۔

جناب سپیکر: پالیسی اور ضابطے میں فرق ہے۔ مجھے ضابطے کے مطابق چلنا ہے۔ آپ اگر اس میں ترمیم کرنا چاہیں تو آپ کو یہ اختیار ہے تو وہ کر لیں اور پھر ہم اسی طریقہ کار کے مطابق چلیں گے۔ پہلا سوال رانا محمد اقبال خاں صاحب کا ہے۔

چودھری ندیم خادم: on his behalf سوال نمبر 49۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے رانا محمد اقبال خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 49 دریافت کیا)

لاہور دریائے راوی میں واقع بارہ دری کے ترقیاتی منصوبہ جات

*49: رانا محمد اقبال خاں: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا دریائے راوی میں واقع تاریخی اہمیت کی بارہ دری پر پارک کی تعمیر کا کوئی منصوبہ زیر غور ہے، اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کی تفصیلات کیا ہیں؟

(ب) 1985 سے آج تک مذکورہ تاریخی عمارت کو محفوظ رکھنے کے لئے کوئی منصوبہ شروع کیا گیا یا زیر غور رہا، اس کی سلسلہ وار تفصیل کیا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) تاریخی اہمیت کی حامل بارہ دری میں پارک پہلے ہی سے بنا ہوا ہے، مستقبل قریب میں مزید پارک بنانے پر غور نہیں ہو رہا ہے۔

(ب) تاریخی اہمیت کی حامل عمارت محکمہ آثار قدیمہ کی ملکیت ہے، پی ایچ اے صرف پارک کی حفاظت اور تزئین و آرائش کر رہی ہے، عمارت کو محفوظ کرنے اور اس کی تزئین و آرائش محکمہ آثار قدیمہ کی ذمہ داری ہے۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب میں بتایا گیا ہے کہ "تاریخی اہمیت کی حامل بارہ دری میں پارک پہلے سے بنا ہوا ہے، مزید پارک بنانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے"۔ میں وزیر موصوف سے آپ کی توسط سے پوچھنا چاہوں گا کہ پہلے سے بنے ہوئے پارک کا سٹینڈرڈ کیا ہے، کیا یہ لوکل سطح کے سٹینڈرڈ کا ہے یا نیشنل سطح کے سٹینڈرڈ کا ہے؟ کیونکہ بارہ دری کی اہمیت جو یہاں بیان کی گئی ہے وہ واقعی تاریخی اہمیت کی حامل ہے اور پارک کے بارے میں نہیں سنا کہ اس کا سٹینڈرڈ کیا ہے؟

جناب سپیکر: ایک چیز میں بھی آپ سے پوچھوں گا کہ نیشنل level کا سٹینڈرڈ کیا ہوتا ہے؟

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! ایک پارک local level کا ہوتا ہے اور national level کے پارک لاہور اور اسلام آباد میں بنے ہوئے ہیں۔ جہاں پر دوسرے شہروں سے لوگ صرف پارک کی خاطر جاتے ہیں۔ انٹرنیشنل سٹینڈرڈ اگر آپ باہر کے ممالک میں گئے ہیں تو میرا خیال ہے کہ آپ کو مجھ سے بہتر پتا ہوگا اور آپ کا تجربہ بھی مجھ سے زیادہ ہے تو اس بارے میں منسٹر صاحب بتائیں۔ میں منسٹر ہوتا تو میں جواب دیتا۔

آوازیں: انہیں بھی منسٹر بنایا جائے۔

جناب سپیکر: یہ بات میرے بس میں نہیں ہے اور اگر ہوتا تو میں آپ کی خواہش ضرور پوری کر دیتا۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! ہمارے سٹینڈرڈ کے مطابق ایک پارک local level کے اوپر بنا ہوا ہے لیکن اگر میرے دوست وہاں پر جانا چاہیں اور وہاں پر انٹرنیشنل سہولیات چاہیں تو یہ اپنے فنڈز میں سے provide کر دیں تو ہم وہاں پر انٹرنیشنل پارک بھی بنا دیں گے۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! ایک بات اور بھی ہے کہ وہاں پر بنائے گئے پارک کی PHA تزئین و آرائش کرتی ہے اور اس کی عمارت آثار قدیمہ کے پاس ہے۔ کیا منسٹر صاحب! دونوں چیزیں آثار قدیمہ کے پاس آ جائیں اور وہی اسے handle کرے تو یہ easy نہیں ہوگا، کیا ایسا ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! دونوں کے different functions ہیں۔ parks کی دیکھ بھال اور تزئین و آرائش PHA کا function ہے اور پرانی تاریخی عمارات کی دیکھ بھال اور maintenance آثار قدیمہ کا function ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری جاوید صاحب کا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: بارہ دری کی دیکھ بھال کے لئے مالی۔۔۔

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جب آپ سوال کا نمبر پکار دیتے ہیں تو پہلے سوال کا ضمنی سوال نہیں ہو سکتا۔ مہربانی کریں اور رولز کے مطابق آگے چلیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات بجا ہے لیکن لغاری صاحب اسی دوران میں کھڑے ہو گئے تھے۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اگر راجہ صاحب کو ہمارا یہاں پر بیٹھنا اتنا بُرا لگ رہا ہے اور سوال کرنا بھی بُرا لگ رہا ہے تو ہم باہر چلے جاتے ہیں۔ میں آپ کے سوال کے نمبر پکارنے سے پہلے کھڑا ہو گیا تھا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ کسی کو آپ کا یہاں بیٹھنا اچھا لگے نہ لگے۔ نمبر ایک تو آپ معزز رکن ہیں اور آپ کا استحقاق ہے، آپ یہاں بیٹھ سکتے ہیں، آپ اپنی بات کر سکتے ہیں، کسی کو بُرا لگے یا بھلا لگے، مجھے تو آپ بھلے لگیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پارک کی دیکھ بھال کے لئے کتنے لوگوں کا عملہ ہے جو اس کی maintenance کے لئے تعینات کیا گیا ہے اور اس تاریخی عمارت کی حفاظت کے لئے کتنے چوکیدار، گارڈز اور اس قسم کا عملہ کتنا ہے؟ کیونکہ بظاہر جو چیز نظر آتی ہے، نہ تو پارک کسی ایسی صورت میں ہے کہ اسے پارک کہا جا سکے اور آثار قدیمہ کی عمارت کی حالت بھی کافی خراب ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! یہ fresh question ہے اور اس بارے میں جو details ہمارے ساتھی کو درپیش ہیں وہ سوال کریں تو انہیں فراہم کر دی جائیں گی۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ ذمہ داری آثار قدیمہ کی ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! پارکس چونکہ PHA کے پاس ہوتے ہیں اس لئے ان کا function اور ہوتا ہے اور آثار قدیمہ کا function اور ہے تو جو تفصیلات انہیں چاہیئں وہ فراہم کر دی جائیں گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری جاوید صاحب کا ہے۔ جی، چودھری صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 869 ہے۔

ضلع پاکپتن میں سیوریج اور واٹر سپلائی سکیم کی فراہمی کا مسئلہ

869: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجنیئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حکومت پنجاب کی عوام کو سولنگ نالی و سیوریج جیسی بنیادی سہولتیں مہیا کرنے کے سلسلہ میں کیا پالیسی ہے، یہ کب بنائی گئی اور کس نے بنائی ہے نیز اس کے اہداف اور تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) صوبہ پنجاب کے عوام کو صاف پانی سرکاری طور پر مہیا کرنے کے لئے کیا پالیسی ہے اس کے اہداف اور تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) صوبہ میں plinth level مقرر کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں، پاکپتن ضلع میں plinth level کب تک مقرر ہو جائے گا؟

(د) صوبہ پنجاب کے پسماندہ علاقوں میں بنیادی سہولتیں کب تک مہیا کی جائیں گی؟

(ہ) ضلع پاکپتن خصوصاً شہر پاک پتن میں سیوریج اور واٹر سپلائی سکیم کب تک شروع ہو جائے گی اور کب تک مکمل ہو جائے گی، تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

(و) حلقہ پی پی-228 کے دیہات ملک پور پکا، سدھار، کرم پور بھٹی، درشن کلیانہ، چک عظمت، 3 کے بی، 7 کے بی، 8 کے بی، 9 کے بی، 10 کے بی، امر سنگھ، 11 کے بی، 12 کے بی، 13 کے بی، 14 کے بی، 15 کے بی، 16 کے بی، پرانا تھانہ، ورسیں، کلیانہ، ہوتہ، چک بہاول خاں، ٹھٹھ منظور، غوث نگر، موڑا اور محمد پور جاگیر میں کب تک سیوریج، ڈرینج اور واٹر سپلائی کی سہولیات میسر ہونگی؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد):

(الف، ب، ج، د) حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق دیہی علاقوں میں سولنگ، نالی و سیوریج کی سکیمیں وہاں بنائی جائیں گی جہاں واٹر سپلائی سکیم پہلے سے موجود ہو یا دونوں

سکیمیں اکٹھی بنائی جائیں گی۔ ہر کمیونٹی لاگت کا 2 فیصد حصہ سکیم کی O & M مد میں جمع کروانا لازم ہے، یہ پالیسی 06-2005 سے لاگو ہے تاہم اس کو مزید review کیا جا رہا ہے۔ حکومت پنجاب تمام علاقوں میں میٹھا پانی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، بارانی و کھارے پانی والے علاقوں کو ترجیح دی جائے گی، اس مقصد کے لئے حکومت پنجاب نے مالی سال 2008 تا 2011 نئی دیہی واٹر سپلائی سکیموں کے لئے 10215 ملین روپے کی کثیر رقم مختص کی ہے۔

(ہ) پاکپتن و عارف والا واٹر سپلائی و سیوریج سکیم حکومت پنجاب اور فیڈرل گورنمنٹ 50:50 کی بنیاد پر فنڈز مہیا کریں گی، سکیم ہائے کا تخمینہ لاگت 448.675 ملین روپے فیڈرل گورنمنٹ کو بھجوایا جا چکا ہے، اس کی ابھی منظوری نہ دی گئی ہے، انتظامی منظوری کے بعد سکیم پر کام شروع کیا جائے گا اور یہ منصوبہ عرصہ دو سال میں مکمل ہو گا۔

(و) حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق مرحلہ وار ہر دیہہ کو سیوریج، ڈرینج اور واٹر سپلائی کی سہولیات مہیا کی جائیں گی۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میرے سوال کے جز (الف)، (ب)، (ج) اور (د) کے سلسلہ میں انہوں نے ایک ہی جواب دے دیا ہے۔ سوال میرا گندم تھا اور جواب مجھے جو چنا ہے۔ آپ دیکھیں کہ میں نے پوچھا ہے کہ ہماری پالیسی کیا ہے؟ پنجاب میں عوام کو بنیادی سہولتیں مہیا کرنا، سیوریج اور نالی کا تو جواب مل رہا ہے کہ حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق دیہی علاقوں میں سولنگ، نالی و سیوریج کی سکیمیں وہاں بنائی جائیں گی جہاں واٹر سپلائی سکیم پہلے سے موجود ہو یا دونوں سکیمیں اکٹھی بنائی جائیں گی۔ ہر کمیونٹی لاگت کا دو فیصد حصہ سکیم کی O&M مد میں جمع کروانا لازم ہے۔

جناب سپیکر! میں نے سوال یہ کیا کہ ہماری پالیسی ہے کیا، کب بنائی گئی، کس نے بنائی اور اس کے اہداف اور تفصیلات کیا ہیں؟ لیکن اس کے ہدف کے بارے میں نہیں بتایا گیا۔ میں نے پورے پنجاب کے بارے میں پوچھا تھا۔ یہ پالیسی ہونی چاہئے کہ ہم نے غریب علاقوں میں، پسماندہ علاقوں میں، چھوٹے شہروں میں یا یہاں کے غریب محلوں میں یا بڑے شہروں کے غریب محلوں میں کب تک صاف پانی اور سیوریج کی سہولت مہیا کر دی جائے گی؟ مجھے اس پالیسی کے بارے میں کچھ نہیں بتایا

گیا اور صرف ایک سکیم کے بارے میں بتا دیا گیا کہ دو فیصد کی رقم جمع کرائیں۔ میں پوچھ سکتا ہوں کہ لاہور میں یا کسی محلے میں جب پانی سپلائی کیا جاتا ہے، سیوریج بچھایا جاتا ہے کیا وہاں کے شہریوں سے دو فیصد اکٹھا کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میرے بھائی دو چیزوں کو mix کر رہے ہیں حالانکہ بڑا واضح لکھا ہوا ہے کہ یہ 06-2005 میں پالیسی بنائی گئی کہ جہاں پہلے واٹر سپلائی سکیم موجود ہو وہاں پر سولنگ نالی و سیوریج کی سکیمیں شروع کی جائیں گی یا دونوں سکیمیں اکٹھی شروع کی جائیں گی۔ لاہور واسا کے under ہے اور جو ہمارے دیہاتی علاقے ہیں جہاں پانی نیچے کا میٹھا نہ ہو اور پانی خراب ہو حکومت اس کو ترجیح دیتی ہے اور مقامی لوگوں کو اس میں شامل کرنے کے لئے ان سے دو فیصد share لیتی ہے تاکہ وہ اس کی حفاظت کر سکیں کیونکہ جب یہ سکیم مکمل ہو جاتی ہے تو حکومت مقامی لوگوں کے حوالے کر دیتی ہے اور اس کی ساری care اور اس کی look after کرنا مقامی لوگوں کا کام ہوتا ہے اسی لئے ان لوگوں کا share رکھا جاتا ہے۔

چوہدری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شہروں میں تعلیم بھی زیادہ ہے اور resources بھی زیادہ ہیں۔ حکومت شہر کے لوگوں کو تو اربوں روپے لگا کر صاف پانی اور سیوریج کی سہولتیں مہیا کر رہی ہے لیکن دیہی علاقوں میں جہاں غربت بھی بہت ہے، جہاں پر لوگوں کو شعور بھی کم ہے وہاں کے لوگوں کی جیب سے دو فیصد مزید نکالا جا رہا ہے۔ یہ ایک بنیادی خامی ہے، ہمارے غریب علاقوں اور پسماندہ علاقوں کے ساتھ ظلم ہے۔ میں اس سلسلے میں حکومت کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ دوسرا میں نے جز (ج) میں پوچھا تھا کہ صوبہ میں plinth level مقرر کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں، پاکپتن ضلع میں plinth level کب تک مقرر ہو جائے گا؟ اس سلسلے میں جواب میں کسی قسم کا کوئی ذکر تک نہ ہے۔ یہ plinth level ایک ایسی چیز ہے کہ اس کے نہ ہونے سے یا اس پر عملدرآمد نہ ہونے سے پاکستان کے کھربوں روپے ہر سال ضائع ہو جاتے ہیں۔ ہم نے ہر گلی محلے کا سیور علیحدہ علیحدہ سے ڈال دیا ہے اور ایک level مقرر نہ ہونے کی وجہ سے وہ سیور کامیاب نہیں ہوتے جس کی وجہ سے ہر سال یا ہر نئی حکومت دوبارہ سے ایک ہی علاقے میں کام کرتی رہتی ہے اور اربوں روپے لگاتی رہتی ہے۔ میری حکومت سے گزارش ہے کہ ایک تو مجھے میرے اس سوال کا جواب دیا جائے اور دوسرا اس سلسلے میں اقدامات کے بارے میں بتائیں کہ بڑے شہروں کے ساتھ

ساتھ چھوٹے شہروں، گلی، محلوں میں بھی اس کا ایک level مقرر کر دیں گے؟ تمام اداروں کو خصوصاً انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کو چاہے وہ لوکل گورنمنٹ کے ہوں، TMAs کے ہوں، ضلعی حکومت کے ہوں یا پبلک ہیلتھ کے ہوں اس کا سیوراسی plinth level کے حساب سے پڑے، کوئی سولنگ نالی اس سے اوپر نہیں ہوگی جس سے غریبوں کے مکانات تباہ ہوتے ہیں پھر انہیں دوبارہ سے بنانے پڑتے ہیں۔ میری اس سلسلے میں گزارش ہے کہ Engineering Wing کو کام میں لائیں اور پورے ملک کا بلکہ پورے صوبے کا plinth level نکالیں۔ یہ انتہائی اہم نکتہ ہے اس پر توجہ دیں اس سے کھربوں روپے کی بچت ہوگی اور جو غریب عوام کا پیسا ہے، جو ٹیکسوں سے آتا ہے یا قرضہ حاصل کر کے لیا جاتا ہے ہم اپنے ملک کو قرض تلے دبائے جاتے ہیں۔ میری اس سلسلے میں گزارش ہے کہ ان کی plinth level کے سلسلے میں کیا پالیسی ہے؟

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں، گزارشات تو آپ علیحدہ بھی کر سکتے ہیں۔ آپ نے اس بارے میں جو ضمنی سوال کیا تھا اس کا جواب سن لیں یا آپ مزید سوال کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے پوچھا تھا کہ plinth level کے سلسلے میں ان کی کیا پالیسی ہے اور جواب میں اس کا ذکر کیوں نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میرے بھائی نے جو بات کی ہے وہ بڑی جائز ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جتنی برائیاں technically ہیں اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ میرے پاس دو ایکڑ زمین ہے میں نے اپنی زمین فروخت کی، اگلے مالک نے دو ایکڑ پھر فروخت کر دی۔ کسی نے 11 فٹ بھرتی ڈال کر گھر بنا لیا۔ اب صورتحال یہ ہے کہ میں نے ایسے ایسے گھر بھی فیصل آباد میں دیکھے ہیں جن کی بھرتی جہاں سے level شروع ہوتے ہیں اس سے بارہ بارہ فٹ اونچی ہے۔ یہ ہمارے معاشرتی problems ہیں اور یہ مسئلہ صرف صوبے میں ہی نہیں بلکہ پورے ملک میں ہے۔ باہر کے ملک میں اگر جائیں تو پورے کا پورا شہر ایک level پر ہوتا ہے یہاں ہمارے چار ایکڑ اگر کسی نے فروخت کئے ہیں اس نے اگلی سکیم بنالی ہے اور اگلے چار ایکڑ جناب کے تھے آپ نے اچھی سکیم بنالی کہ آپ کے پاس پیسے زیادہ ہیں، آپ نے اپنا level رکھ لیا۔ وہاں جو مکان بنانے آیا اسے کوئی روکنے والا نہیں، جو مرضی level رکھے کوئی روکنے والا نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بنیادی طور پر پورے صوبے اور ملک کی problem ہے۔ یہ جو انہوں نے بات کی ہے میں

اس سے agree کرتا ہوں لیکن اب یہ بہت بگڑ چکا ہے۔ اب جس نے اپنا گھر 11 فٹ اونچا بنا لیا ہے اس گھر کو تو حکومت گرا نہیں سکتی اور سیور کا level بھی اسی طرح سے ہے کیونکہ ہمارے جتنے بھی شہر بنے ہیں جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ فیصل آباد شہر 80 ہزار لوگوں کے لئے بنایا گیا تھا اب وہاں تقریباً 25 لاکھ لوگ رہ رہے ہیں۔ اس وجہ سے یہ ایک problem ہے اور ہم حکومتی سطح پر کوشش کر رہے ہیں ۔

جناب سپیکر: معزز ممبران سے درخواست ہے کہ جب کوئی صاحب تقریر فرما رہے ہوں یا اپنا جواب دے رہے ہوں تو ان کے سامنے سے گزرنا مناسب نہیں ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میرے اس سوال کے جز (ج) میں plinth level کے بارے میں ذکر تک نہ ہے اس کا ذمہ دار کون ہے؟

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے اس کا جواب دے دیا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): راجہ صاحب! آپ نے زبانی طور پر فرمایا ہے اور میں آپ کی شفقت کو تسلیم کرتا ہوں کہ آپ نے اس problem کو acknowledge کیا ہے لیکن جواب میں اس کا ذکر تک نہ ہونے کا ذمہ دار کون ہے؟

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جو انہوں نے بات پوچھی وہ میں نے بتا دی ہے اس سوال کے جواب میں واقعی اس کا ذکر نہیں ہے لیکن ان کا اصل جو issue تھا وہ میں نے بڑے اچھے طریقے سے بتا دیا اور میرے خیال میں اس میں کوئی کسر باقی نہیں رہ گئی۔ میں نے بھی دیکھا ہے کہ اس کا ذکر نہیں ہے شاید کوئی لکھنے میں یا ٹائپ کرنے میں ایسا ہو گیا ہو، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں نے دوسری گزارش یہ کی تھی کہ غریب علاقوں سے جو دو فیصد لیتے ہیں اس کے بارے میں بھی فرما دیں کہ کیا اس کو بھی ختم کر دیا جائے گا؟

جناب سپیکر: راجہ صاحب!میں گزارش کروں گا اور میں تمام محکمہ جات کے متعلق یہ بات کر رہا ہوں کہ جو جواب اسمبلی میں بھیجا جائے وہ وضاحت کے ساتھ اور سوچ سمجھ کر بھیجا جائے۔اس کا جو اس طرح سے جواب دیا گیا ہے اس کے بارے میں آپ ہی کوئی ایکشن لیں جس نے ایسی رپورٹ دی ہے۔

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی اور پبلک ہیلتھ انجینئر نگ(راجہ ریاض احمد): بالکل ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! اس کے خلاف ایکشن لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ جب بھی جواب آتے ہیں وہ نامکمل اور غلط ہوتے ہیں۔محکمے ہماری اسمبلی کو ایسے ہی ٹرخانے کے لئے بھیج دیتے ہیں اور ہم چپ کر کے بیٹھ جاتے ہیں۔کسی ایک آدمی کو تو ہم کوئی سزا دیں۔اس اسمبلی سے کسی ایک آدمی کو سزا دیں تاکہ وہ example بنے۔اس کی وزیر صاحب commitment کر دیں یا لاء منسٹر commitment کر لیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں! میں نے کہہ دیا ہے اور ruling دے دی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اس پر کوئی time frame بھی دے دیں۔

جناب سپیکر: وہ مجھے اس کے بارے میں action کا بتائیں گے اور اسمبلی کو inform کریں گے۔جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!واسا کا جو محکمہ ہے وہ لوکل گورنمنٹ کے under آتا ہے جو devolution programme میں ضلعی ناظم کے under ہے۔کچھ تحصیلوں میں، کچھ اضلاع میں ڈرین سسٹم ہے سیوریج سسٹم ہے ہی نہیں۔کچھ بڑے شہروں میں سیوریج سسٹم ہے اور کسی جگہ پر drains ہیں لیکن واسا ہمارے بلوں میں، خاص طور پر لاہور شہر کے بلوں میں سیوریج کے جو پیسے لیتا ہے اس کے لئے واسا سے رپورٹ طلب کی جائے کہ کچھ ٹیوب ویلوں پر جو سیوریج کا پانی صاف پانی کے ساتھ مل کر آتا ہے اس کے لئے انہوں نے کوئی فلٹر پلانٹ لگانے کا منصوبہ بنایا ہے، یونین کونسل کی سطح پر کتنے ٹیوب ویل ہیں اور ہمیں بتائیں کہ کیا کہیں فلٹر پلانٹ لگایا ہے تاکہ شہریوں کو پینے کا صاف پانی مل سکے؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اپنے سوال کے بارے میں راجہ صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں اگر آپ کی اجازت ہو تو کیا میں پوچھ لوں؟

جناب سپیکر: جی، جی۔ آپ پوچھ لیں، میں صرف آپ کو اجازت دیتا ہوں، پھر اس کے بارے میں کوئی ضمنی سوال نہیں ہوگا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جس طرح بڑے شہروں میں خوشحال علاقوں میں حکومت اپنے خرچ پر یہ تمام سہولیات مہیا کرتی ہے چاہے اس کے لئے واسا بنادے، چاہے اس کے لئے ایل ڈی اے بنادے یا ایف ڈی اے بنادے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت کی کیا پالیسی ہے کہ غریب اور پسماندہ علاقوں میں رہنے والے غریب شہریوں کو جو فیصد کی قدغن لگائی گئی ہے وہ کب تک ختم ہو جائے گی یا اس کو ختم کرنے کے سلسلے میں کیا تجاویز ہیں؟ اس بارے میں حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میرے بھائی نے جو بات کی ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ یہ 2 فیصد کمیونٹی لاگت لے کر جو سکیم لوگوں کے حوالے کی جاتی ہے تو میں نے ابھی دیکھا ہے کہ تقریباً 50 فیصد سکیمیں بند پڑی ہیں، لوگ پائپ اکھاڑ کر لے گئے ہیں اور میں یہ گزارش کروں گا کہ ہم ایک نئی پالیسی بنا رہے ہیں اور اس پالیسی میں ایک تو ہم 2 فیصد نہیں لیں گے اور دوسرا لوگوں کے حوالے نہیں کریں گے کیونکہ لوگ اس کی proper care نہیں کرتے اور حکومت کا 60،50 لاکھ روپیہ لگتا ہے اور دو سال بعد وہ سکیم بند ہو جاتی ہے۔ ابھی 50 فیصد کے قریب سکیمیں بند پڑی ہیں کیونکہ لوگ اپنی طرف سے پیسے خرچ نہیں کرتے تو دو چیزیں میں انہیں ensure کراتا ہوں کہ ایک تو ہم 2 فیصد ختم کریں گے اور دوسرا سکیمیں محکمے کے پاس رہیں گی اس کی care محکمہ کرے گا اور وہ proper طریقے سے چالو رہیں گی۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں! تمام سوال ضمنی سوال ہیں۔ ہر بندے کے ضروری سپلیمنٹری ہیں۔ یہ ایجنڈا کس طرح سے ختم ہوگا؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ پالیسی کے مطابق ہے۔ یہ واقعی بہت اہم معاملہ ہے۔ Plinth level کے بارے میں جواب آنے تک اس سوال کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: انہوں نے جواب دے دیا ہے۔ آپ نیا سوال دے دیں، اس کا جواب آ جائے گا۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! انہوں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا کہ plinth level کے بارے میں کیا پالیسی ہے؟ یہ ایک نہایت سنگین معاملہ ہے۔ یہاں پر سڑکوں کا level نہیں ہے۔ سڑکیں کبھی اونچی ہو جاتی ہیں، کبھی نیچی ہو جاتی ہیں۔ میرے ساتھی نے بڑا درست سوال کیا ہے کہ کروڑوں اربوں روپے کا نقصان ہو جاتا ہے اور یہ جو ہمارا پنجاب میں development کا محکمہ ہے اس کا ٹیکنیکل کنٹرول ان کے پاس ہے اور جب تک یہ یہاں لاہور سے پالیسی نہیں دیں گے، نیچے ڈویلپمنٹ کے ادارے PMAs، ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کوئی اس پر عمل درآمد نہیں ہو گا اور چونکہ یہ ایک اہم معاملہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس سوال کو اس وقت تک pending کیا جائے جب تک ٹیکنیکل انجینئر اس کا جواب نہیں دیتے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب تو آ چکا ہے، انہوں نے جواب دے دیا ہے۔

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! اس میں یہ کہا گیا ہے کہ حکومت کی پالیسی واضح کی جائے۔ میں اس کو تھوڑا سا بتا دوں۔ میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ RCOs نے MPAs کے ساتھ ڈویژنل level پر میٹنگ کی اس میں ایجوکیشن، highways، پبلک ہیلتھ سب کی سکیمیں رکھی گئیں مگر سولنگ کے لئے انہوں نے کہا کہ یہاں پر آپ MPAs پیسا نہیں دے سکتے تو اس کی وضاحت کی جائے کہ کیوں نہیں دے سکتے؟ جبکہ ہم لوگوں کا دیہی علاقوں سے تعلق ہے، وہاں سولنگ ہی ایک ایسی چیز ہے جو ہم اندرون چکوک دے کر لوگوں کو تھوڑا سا facilitate کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! میرا ایک سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا طریقہ کار تو یہ ہے کہ جس کا ضمنی سوال ہے اس کا جواب آنے دیں۔ اس کے بعد آپ اپنا سوال کر لیں۔

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آپ کا کروڑوں، اربوں روپیہ اس سکیم پر لگتا ہے لیکن جو سیوریج کی سکیم ہے اور جو واٹر سپلائی کی سکیم ہے اس میں پائپ ساتھ ساتھ ہوتے ہیں جب تک ہم اس سسٹم کو ٹھیک نہیں کریں گے، پینے والے پانی کا ہم نے سلسلہ شروع کیا ہے وہاں پر ہم کروڑوں روپیہ لگاتے ہیں، یہ سسٹم ٹھیک نہیں ہو سکتا اور معذرت کے ساتھ جو محکمے کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں کہ ایک

سیوریج سسٹم پر کروڑوں روپے لگتے ہیں لیکن چھ ماہ بعد وہ disturb ہو جاتا ہے اور اس کا کوئی پُرسان حال نہیں ہوتا۔ یہ میرا حلقہ شاہ کوٹ ہے وہاں پر آپ نے چار، ساڑھے چار کروڑ روپے کی سکیم لگائی ہے، چھ ماہ نہیں گزرے، اس کی ٹھیکیدار نے compaction کی ہے، نہ اس کو کوئی پوچھنے والا ہے اور نہ کوئی پُرسان حال ہے۔ نالیاں بند ہو گئی ہیں، roads پر پانی ہے، kindly یہ پالیسی بنائیں کہ یہ سکیمیں محکمے کے پاس رہنی چاہئیں اور میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ جو ٹھیکیدار ٹھیک کام نہیں کرتے ان کو black list کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جو موہل صاحب نے سوال پوچھا ہے اگرچہ اس سوال سے related تو نہیں ہے کہ پانی، سولنگ، نالی اور سیوریج۔ یہ ایم پی اے یہ کا کام ہے اور جہاں پر بڑے شہر ہیں وہاں پر واسا ہے اس لئے ہم نے اس میں MPAs کو involve نہیں کیا اور جو بات میرے بھائی نے کہی ہے میں بالکل اس کو مانتا ہوں کیونکہ پچھلے آٹھ سالوں میں جس طرح ملک کا حلیہ بگاڑا گیا ہے اسی طرح تمام محکموں کا بھی حلیہ بگڑ چکا ہے اور محکموں کے اندر بہت سے مسائل ہیں، ہم ابھی آہستہ آہستہ اس پر کنٹرول کر رہے ہیں۔ ان کے جو کالے کرتوت ہیں وہ ایک دن میں تو ٹھیک نہیں ہو سکتے، کچھ ٹائم لگے گا۔ انشاء اللہ ٹھیکیداروں کو بھی black list کریں گے اور جو لوگ محکمے کا نقصان کر رہے ہیں ان کو بھی سزا دیں گے اور جن لوگوں نے ان سے غلط کام کرائے ہیں ان کو بھی سخت سے سخت سزا دیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! انہوں نے جو خرابیاں کرنی ہیں اُن کو کون ٹھیک کرے گا؟ یہ آٹھ سال کی خرابیاں ٹھیک کرنے آ گئے ہیں، اب یہ ٹھیک کریں لیکن اب یہ جو مزید بیڑا غرق کئے چلے جا رہے ہیں، مہنگائی بھی دُگنی تگنی ہو رہی ہے، ہر چیز تباہ و برباد ہو رہی ہے، ایگریکلچر ٹیکس نافذ ہو گئے ہیں، ایک بربادی کا عالم ہے، اس کو کون ٹھیک کرے گا؟

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ گزارش کی گئی تھی کہ ایک دن رکھ دیں یا ہفتہ رکھ دیں جس میں پچھلے آٹھ سال کو کوستے رہیں۔ اس کے بعد اب present and future کی طرف

دیکھیں۔ ماضی سے نکل کر آگے دیکھیں، جو مسائل ہیں ان کو address کریں، ہر بات کا یہی جواب کہ پچھلے آٹھ سال میں یہ ہو گیا، تاریخ پچھلے آٹھ سال سے پہلے بھی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اگر آپ اس کا جواب نہ دیں تو بہتر ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس کے لئے ایک دن مقرر کر دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، لغاری صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ مہربانی کریں کہ جب یہ پچھلے آٹھ سال کی بات کیا کریں تو آپ انہیں روک دیا کریں۔

جناب سپیکر: جی، دیکھیں! مجھے نہیں پتا کہ انہوں نے کیا بات کرنی ہے اگر مجھے پتا ہوتا کہ یہ کوئی ایسی بات کریں گے تو یقیناً میں روک دیتا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ ایسی ہی بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں! چھوڑیں، اب آگے چلیں ۔ Let's proceed further. جی، بلوچ صاحب! آپ اسی پر ضمنی سوال کر رہے ہیں؟ دیکھیں! آپ نے ایک دو سوالوں پر کتنا ٹائم لے لیا ہے۔ اب 25 منٹ میں کیا ہو گا؟

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ---

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! اس پر آٹھ دفعہ ضمنی سوال ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی ہاں، میں بس ان کی بات سُن لوں اس کے بعد ختم کرتا ہوں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ دیہاتوں میں اتنی غریب آبادیاں ہوتی ہیں جن کا نام ہی غریب آباد رکھا جاتا ہے اور ان کے لئے یہ کہتے ہیں کہ 2 فیصد جمع کراؤ۔

جناب سپیکر: انہوں نے پالیسی بتادی ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! صرف ایک سوال کہ اگر یہ review کرنا چاہتے ہیں تو اتنا بتادیں کہ کیا یہ اس سال review ہو جائے گا؟ اس سال جو سکیمیں بنائی گئی ہیں کیا وہ 2 فیصد کے بغیر چالو ہو سکیں گی؟

جناب سپیکر: جی، انہوں نے بات کر لی ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! اس سال کے بجٹ کی surety دے دیں۔

جناب سپیکر: اس کی ضرورت نہیں ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ ابھی آپ تشریف رکھیں۔ ہم سوالات کی طرف جا رہے ہیں، آپ کی بڑی مہربانی ہو گی۔ آپ ذرا غور سے سُنیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میری صرف ایک بات سُن لیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ ابھی آپ تشریف رکھیں۔ ہم سوالات کی طرف جا رہے ہیں، آپ کی بڑی مہربانی۔ سوالات کی بات کرنے دیں، سوالات آنے دیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! سوالات سے پہلے میری ایک بات سُن لیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! مناسب نہیں لگتا۔ نہیں، میں نے کہہ دیا ہے۔ جی، next question

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرا ایک مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: I say no. جی، next question میاں نصیر صاحب کا ہے؟ جی، میاں نصیر صاحب بولئے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 103 ہے۔

ایل ڈی اے میں بدعنوانی میں ملوث ملازمین کی انکوائریاں و دیگر تفصیل

میاں نصیر احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے میں بدعنوانی میں ملوث ملازمین کے خلاف قواعد و ضوابط کے مطابق انکوائریاں چل رہی ہیں؟

(ب) جو ملازمین بدعنوانی میں ملوث ہیں ان کے نام، عہدہ اور جو بدعنوانی کی گئی ہے اس سے متعلق تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا حکومت ان بدعنوان ملازمین کے خلاف کوئی ایکشن لینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) ایل ڈی اے میں ملازمین کے خلاف کل 33 انکوائریاں چل رہی ہیں جن میں سے 18 انکوائریاں بدعنوانی کے ضمن میں آتی ہیں۔

(ب) جو 18 انکوائریاں بدعنوانی کے ضمن میں آتی ہیں ان میں جو ملازمین ملوث ہیں ان کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں، انکوائریاں مکمل ہونے کے بعد انکوائری آفیسر کی چھان بین اور سفارشات کی روشنی میں قانون کے مطابق سزا دی جائے گی۔

جناب سپیکر: اس بارے میں کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال بنتا ہے۔ میں نے ان سے بدعنوانی کے حوالے سے ایک سوال کیا تھا۔ انہوں نے مجھے جو لسٹ دی ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ 18 انکوائریاں چل رہی ہیں اور اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ "انکوائریاں مکمل ہونے کے بعد انکوائری آفیسر اس کی چھان بین کریں گے اور اپنی سفارشات کی روشنی میں سزا دیں گے۔" اس لسٹ میں جتنے افسران کے نام دیئے گئے ہیں وہ اب بھی ایل ڈی اے میں بڑی اچھی پوسٹ پر لگے ہوئے ہیں حالانکہ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ پچھلے آٹھ مہینے سے ان کے خلاف انکوائریاں چل رہی ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ انکوائریاں کب تک چلتی رہتی ہیں، یہ کہیں جا کر رُکتی بھی ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، کھوسہ صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ اور ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! کچھ انکوائریاں litigation میں ہیں، کچھ pending ہیں اور میں اپنے colleague کو ensure کراتا ہوں کہ انشاء اللہ بہت جلد ہم ان پر decisions لے لیں گے اور اس کے علاوہ اگر ان کی کوئی بات ہو تو وہ ہمیں ضرور بتائیں۔ ہم انشاء اللہ اس کی روشنی میں pursue کریں گے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے یہ توقع کرتا ہوں کہ یہ جو ساری کارروائی ہو رہی ہے ان کے علم میں ہے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ مجھے اور اہل لاہور کو تھوڑی سی یقین دہانی کرا دیں کہ کتنے ٹائم کے اندر یہ انکوائریاں مکمل کر دی جائیں گی تاکہ انہوں نے اگر کوئی جرم کیا ہے تو

انہیں سزا دی جائے بلکہ وہ اچھی post پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کو وہاں سے بھی نکالا جائے اور یہ صرف ٹائم فریم بتادیں کہ یہ انکوائریاں مہینہ یا دو مہینے چلیں گی؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ اور ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! انکوائریوں کی nature کے مطابق میں ان کو time frame تو نہیں دے سکتا لیکن میں انہیں یہ یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ بہت جلد ان انکوائریوں کو مکمل کر کے ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میری گزارش صرف یہ ہے کہ یہ بڑی بدقسمتی ہے کہ انکوائریوں کا یہ سلسلہ صرف ایک LDA میں نہیں بلکہ بہت سے department کے اندر چل رہا ہے اور اگر آپ اور ہم مل کر اس بدعنوانی کو اداروں کے اندر سے ختم کرنا چاہتے ہیں تو میرے خیال میں میری ذاتی آراء یہی ہے کہ کم از کم جو افراد اس کرپشن میں ملوث رہے ہیں تو ان کے خلاف تھوڑی سی اور انتہائی کم مدت میں سزا دی جائے تاکہ وہ باقی محکموں کے لئے عبرت کا نشان بنیں بلکہ normally practice یہی رہی ہے کہ چار چار سال انکوائری چلتی ہے اور وہ اپنی نوکریاں بھی کرتے ہیں اور benefit بھی لیتے ہیں اور پانچ سال کے بعد آخر کار یہ ہوتا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کہیں دیکھ نہیں پائے ہیں کہ انکوائری کا ٹائم fix ہوتا ہے کہ اتنے دن میں یہ انکوائری مکمل ہو گی تو اس specific time کے اندر ہی انکوائریاں مکمل ہوتی ہیں اور سالہا سال نہیں لگتے۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ "بدعنوانی قانون کی رو سے جرم ہے" تو کیا بدعنوان 18 ملازمین کے خلاف فوجداری مقدمات درج کرائے گئے ہیں یا نہیں؟ انکوائری تو ہوتی رہے گی اور انکوائری کرنا تو محکمے کا اپنا کام ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ اور ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہوں گا کہ جب ان کے اوپر کوئی چیز ثابت ہو گی تو اس کے بعد ہی اس میں ان کو frame کیا جا سکے گا، اس وقت ان کے خلاف جو cases لائے گئے ہیں ان کے مطابق ان کے خلاف انکوائریاں چل رہی ہیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! یہ جرم کر چکے ہیں۔ انکوائری میں تو سالہا سال لگ جائیں گے۔ جب انکوائری مکمل ہو گی، اگر fair ہیں تو۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں! میری بات سنیں، ان کے محکمے کے متعلق آپ کے پاس کوئی ایسی مثال ہے جس کی انکوائری میں سالہا سال لگ گئے ہوں؟ انکوائری کا ایک ٹائم ہوتا ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! بدعنوانی ایک جرم ہے تو پہلے ان کے خلاف پرچہ ہونا چاہئے اور پھر انکوائری ہونی چاہئے۔ اگر وہ انکوائری میں صاف ہوتا ہے تو پرچہ خارج ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: آپ یہ بتائیں کہ ان میں کتنے اور کون سے آدمی ہیں جن کے خلاف FIR درج ہے؟

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میرے پاس fix figures نہیں ہیں۔ آپ pending کر دیں، میں تفصیل لے آؤں گا لیکن قانونی طور پر تو جرم ہے، یہ تو ثابت کریں۔

جناب سپیکر: کھوسہ صاحب یہ 18 کے 18 انکوائری میں ہیں یا ان کے خلاف کوئی criminal case بھی درج ہوا ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ اور ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جی، نہیں۔ جناب سپیکر! ان کے خلاف ابھی انکوائری pending ہے، انکوائری آفیسر کے مطابق ایک دو cases اس طرح کے ہیں کہ جن کے خلاف انکوائری کی گئی تھی لیکن انہوں نے انکوائری کو رکوانے کے حوالے سے کورٹ میں رٹ پٹیشن دائر کر دی ہے، باقی cases inquire ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اس میں آپ اتنا کریں کہ آپ کوئی ٹائم دیں کہ اتنے ٹائم میں انکوائری مکمل کر کے رپورٹ دیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ اور ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! ہم کر رہے ہیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی!

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! میری استدعا یہی ہے کہ یہ معاملہ واقعی غور طلب ہے اور میری عرض یہی ہے کہ کوئی بھی محکمانہ کارروائی میں ،اس ہاؤس کی اس پر capacity اور capability ہونی چاہئے کہ ہم باقاعدہ اس مسئلہ پر قانون سازی کریں اور تمام internal departmental inquires کے لئے ایک specific time decide کیا جائے ،ہوتا یہ ہے کہ اگر ایک افسر کا تبادلہ ہو جاتا ہے تو نیا افسر آکر یا تو اس کی file دبا لیتا ہے یا پھر وہ اس کو pending کرتا چلا جاتا ہے اور اس کے بعد پھر کسی بھی عدالت سے stay لا کر اس انکوائری کو سالہا سال تک side پر رہنے دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میری استدعا یہ ہے کہ ہر محکمے میں محکمانہ کارروائی پر categorically defined کیا جائے کہ یہ ایک particularly period by the order of the Government of the Punjab. Specified ہے ،اس period کے اندر چاہئے وہ کوئی بھی محکمہ ہو، یہ جو particularly انکوائری ہے وہ ایک یا دو ماہ میں اس کو مکمل کرے لیکن اس سے زیادہ نہ ہو۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں آپ کے اور منسٹر صاحب کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ بڑی حیرانگی کی بات ہے کہ ایک انکوائری 2001 میں سات سال پہلے initiate ہوئی تھی،اسی طرح ایک 2003 میں documents کی forgery کی گئی تھی اور اس کو initiate کیا گیا تھا تو 5 اور 7 سال ہو گئے تو اس میں، میں یہی request کروں گا کہ ہمیں تھوڑا سا دھیان دینے کی ضرورت ہے ،اگر ہم تھوڑا دھیان دیں تو یقیناً اس میں بہت لوگوں کا بھلا ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، کھوسہ صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ اور ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! اس کا پہلے جواب دے دیا ہے جو cases ہیں ان کی duration کو دیکھتے ہوئے ان کو ہم pursue کر رہے ہیں تو انشاء اللہ جلد ہی ہم ان کی final detail کر لیں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ آگے میاں نصیر صاحب کے بعد رانا بابر حسین صاحب ہیں۔۔۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرا یہ سوال بڑی اہمیت کا حامل ہے اگر اس کو out of turn لیں تو بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: اس کا procedure بہت لمبا ہے، آپ کو پھر انتظار کرنا پڑے گا۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! یہ پہلے بھی چار ماہ بعد آیا ہے۔ kindly کر دیں کیونکہ بڑا گھپلا ہوا پڑا ہے، اس سے تمام ملتان والوں کا فائدہ ہے۔

جناب سپیکر: جب ٹائم ختم ہو گا تو اس کے بعد ہم اس کو next time میں رکھ لیں گے۔ آپ pending کروا سکتے ہیں لیکن ایسے نہیں ہو گا کیونکہ ضابطہ آپ لوگوں نے بنایا ہے، میں نے اکیلے نہیں بنایا لہذا اس کے مطابق ہم چلیں گے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! please تھوڑا سا ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر: میرے بھائی! میری ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہیں لیکن میری مجبوری ہے۔ رانا بابر حسین صاحب! تشریف نہیں رکھتے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: on his behalf سوال نمبر 1190 (معزز رکن نے رانا بابر حسین کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 1190 دریافت کیا)

تحصیل میاں چنوں کے چکوک میں سیوریج کے مسائل

1190: رانا بابر حسین: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تحصیل میاں چنوں کے کس کس چک / گاؤں میں سیوریج بچھایا گیا ہے ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل بتائیں؟

(ب) کتنی سیوریج سکیمیں محکمہ کے پاس ہیں اور کون کون سی Users کمیٹیوں کے حوالہ کی جا چکی ہیں؟

(ج) کتنی چالو حالت میں ہیں اور کتنی بند پڑی ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ سیوریج سکیم چک نمبر 92، 98، 26، 15 اور 16/15-ایل کی بند ہو چکی ہے، گندہ پانی گلیوں میں کھڑا ہے جس کی وجہ سے ان سکیموں پر حکومت کا کروڑوں روپے خرچ کردہ فنڈ ضائع ہو رہا ہے؟

(ہ) کیاحکومت ان سکیموں کو بحال کرنے کے لئے رقم فراہم کرنے کاارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد):

(الف) تحصیل میاں چنوں میں نکاسی آب کی 63 سکیمیں 1985 سے 2000 تک بنائی گئی ہیں، جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام سکیمیں یوزرز کمیٹیوں کے حوالہ کی جاچکی ہیں۔

(ج) 29 سکیمیں چالو حالت میں جبکہ 34 بند پڑی ہیں۔

(د) سکیم 92، 15 ایل، 94-1993 میں مکمل ہوئی تھی لیکن بجلی کے بل کی عدم ادائیگی کے باعث بند ہو گئی تھی تاہم اب کمیٹی چک ہذا متبادل ذریعہ (ٹریکٹر) سے سکیم چلا رہی ہے۔ 26-15 ایل اور 16، 15 ایل سکیمیں نہ ہیں۔

(ہ) موجودہ حکومت بند شدہ سکیموں کی بحالی کے سلسلہ میں تجاویز پر غور کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (الف) میں ہے کہ "تحصیل میاں چنوں کے کس کس چک / گاؤں میں سیوریج بچھایا گیا ہے ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل بتائیں"؟

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ "تحصیل میاں چنوں میں نکاسی آب کی 63 سکیمیں 1985 سے 2000 تک بنائی گئی ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے"۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2000 تک اس کو روک کیوں دیا گیا، 2000 سے لے کر 2007 تک کتنی سکیمیں بنائی گئی ہیں؟ ان کی تفصیلات سے آگاہ کیا جائے اور اس میں 2000 کا cut of point کیوں لگا دیا گیا ہے؟ ہمیں 2007 تک کی سکیموں کی بھی تفصیل بتائی جائے؟۔

جناب سپیکر: جی، جناب!

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد): لغاری صاحب! ذرا ایک دفعہ مہربانی کریں پھر فرمادیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے سوال یہ ہے کہ سوال نمبر 1190 کے جز (الف) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "تحصیل میاں چنوں میں نکاسی آب کی 63 سکیمیں 1985 سے 2000 تک بنائی گئی ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے"۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2000 کے اوپر یہ cut of point کیوں لگا دیا گیا ہے جبکہ سوال کے اندر کوئی سال کا ذکر نہیں تھا۔ 2000 سے لے کر 2007 تک کتنی سکیمیں بنائی گئی ہیں ان کی تفصیلات سے آگاہ کیا جائے؟

سینئر وزیر آبپاشی وقوت برقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس کی تفصیل سے آگاہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے 2000 کے بعد یہ آ گئے تھے اس کے بعد کوئی ترقیاتی کام ہو ہی نہیں سکتا تھا کیونکہ انہوں نے لوٹنا تھا اور یہ لوٹتے رہے۔

جناب محمد محسن خاں لغاری: جناب سپیکر! میری آپ سے استدعا ہے کہ کیا اس سوال کا یہی official answer ہے؟

جناب سپیکر: آپ ذرا اسے satisfy کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ شرارت والی باتیں اس سارے ایوان کے تقدس کو پامال کرتی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں شرارت والی بات نہیں، آپ شرارت کہہ سکتے ہیں میں تو نہیں کہہ سکتا۔

سینئر وزیر آبپاشی وقوت برقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں شرارت نہیں کر رہا، میں تو حقیقت کی بات کر رہا ہوں، انہوں نے ابھی کہا ہے کہ ایک دن رکھ لیں اس دن ہمارے جتنے کالے کرتوت ہیں ان پر بات کر لیں تو جناب! آٹھ سال کے ایک دن کیسے میں ہو سکتے ہیں؟ ہمیں کم از کم آٹھ سال ہر روز ان کو کہنا ہے کہ آٹھ سال کے آپ کے کالے کرتوتوں کی وجہ سے ہر صبح اور شام اس صوبے کو لوٹا گیا اور اس کو نقصان پہنچایا گیا۔ ان کے سابق وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الہیٰ۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: نہیں، راجہ صاحب! نہیں۔ Let us come to the point راجہ صاحب! ضمنی سوال کا جواب دیجئے؟ یہ تو مناسب نہیں۔

سینئر وزیر آبپاشی وقوت برقی اور پبلک ہیلتھ انجینئر نگ (راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!یہ سوال پڑھ لیں-انھوں نے سوال میں پوچھاہے کہ تحصیل میاں چنوں کے کس کس گاؤں میں سیوریج بچھایا گیا؟ان کے نام اور تخمینہ لاگت بتایا جائے-ہم نے کہاہے کہ تحصیل میاں چنوں میں1985 سے 2000تک نکاسی آب کی63 سکیمیں بنائی گئیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-آگے یہ جو پوچھنا چاہتے ہیں پوچھیں-

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2000کا cut of point کیوں لگایا گیا ہے؟ جو سکیمیں2000 کے بعد کی ہیں ان کی تفصیل کیوں نہیں بتائی گئی؟

سینئر وزیر آبپاشی وقوت برقی اور پبلک ہیلتھ انجینئر نگ (راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!بنی نہیں ہوں گی-میں نے بتاتو دیا ہے-

جناب محمد محسن خان لغاری: کیا اس کا official جواب یہی ہے کہ میاں چنوں میں 2000 کے بعد نکاسی آب کی کوئی سکیم نہیں بنائی گئی؟

جناب سپیکر:انھوں نے categorically یہ نہیں کہا-

جناب محمد محسن خان لغاری:پھر کیا کہا ہے؟

جناب سپیکر:انھوں نے کہاہے کہ بنی نہیں ہوں گی؟ہو سکتاہے بنی ہوں ہو، سکتاہے نہ بنی ہوں-

سینئر وزیر آبپاشی وقوت برقی اور پبلک ہیلتھ انجینئر نگ (راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!میں نے بڑا واضح جواب دیا ہے کہ 2000 کے بعد وہاں کوئی سکیم نہیں بنی-

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ اس وقت biassed ہو رہے ہیں، مہربانی کر کے neutral رہیں-جو غلط جواب دیا جا رہا ہے اس پر ان کی سرزنش کی جائے-

جناب سپیکر:آپ ان کی سکیمیں ایوان کی میز سے پڑھیں-

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! اس میں 2000تک کا بتایا گیا ہے-میرا سوال ہے کہ 2000 کے بعد کی سکیموں کا بتائیں-

جناب سپیکر: پھر نیا سوال دے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ نیا نہیں بلکہ اسی سوال کا ضمنی سوال بنتا ہے کیونکہ پہلے سوال پر time frame نہیں دیا گیا۔ اس میں یہ نہیں کہا گیا کہ 2000 تک تفصیل دی جائے بلکہ اس میں کہا گیا ہے کہ تفصیل دی جائے۔ لہذا میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ 2000 کا cut of point کیوں لگایا گیا ہے؟

سینئر وزیر آبپاشی وقوت برقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میرے خیال میں لغاری صاحب کو میری بات کی سمجھ نہیں آ رہی۔ میں بڑی سنجیدہ بات کر رہا ہوں لیکن وہ کہتے ہیں کہ آپ تنقید کر رہے ہیں۔ میں اس floor پر کھڑے ہو کر کہہ رہا ہوں کہ اس کے بعد سکیمیں نہیں بنیں۔ اب میں اور کس طرح بتاؤں، کیا لکھ کر دوں؟

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب! آپ نے راجہ صاحب کی بات سن لی ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پھر ان کا یہی جواب ہے کہ 2000 کے بعد وہاں پر کوئی سکیم نہیں بنی تو اسمبلی اس پر ایکشن لے گی؟

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اگر یہ جواب غلط ہوا تو کیا اسمبلی کوئی action لے گی؟ اگر میں ثبوت لا کر دوں کہ 2000 کے بعد بھی وہاں پر سکیمیں بنی ہیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ کا استحقاق ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: تو کیا آپ میرے استحقاق مجروح ہونے پر میری تحریک باضابطہ قرار دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، باضابطہ قرار دی جائے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! سوال کے جز (د) میں لکھا ہوا ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ سیوریج سکیم چک نمبر 15,26,98,92 اور 16/15 ایل بند ہو چکی ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ سکیم نمبر 92، 15 ایل 94-1993 میں مکمل ہوئی تھی لیکن بجلی کے بل کی عدم ادائیگی کی وجہ سے بند ہو گئی تاہم اب کمیٹی ٹریکٹر سے یہ سکیم چلا رہی ہے۔ در اصل مجھے بجلی اور ٹریکٹر کے relation کی سمجھ نہیں آئی، میں چاہ رہی تھی کہ ذرا اسے explain کر دیں۔ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ اس سوال کے آخری جز میں ہے کہ "موجودہ حکومت بند سکیموں کی rehabilitation کی تجاویز پر غور کر رہی ہے"۔ لہذا میری استدعا ہے کہ for example ایک دو تجاویز بتا دی جائیں۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ہم دیہاتی علاقوں میں لوگوں سے 2 فیصد لے کر سکیمیں بناتے تھے لیکن جب اسے practically دیکھا ہے تو اس میں بہت بڑا خلا نظر آیا ہے کہ وہ چلتی نہیں ہیں۔ لوگ اس میں investment نہیں کرتے ، اس کی care نہیں کرتے۔ اس وجہ سے وہ سکیمیں تقریباً 70 فیصد بند پڑی ہیں۔ اب ہم ایک پالیسی بنا رہے ہیں کہ آئندہ سے محکمہ جو سکیم بنائے گا اس کے لئے وہاں سے پیسا نہیں لے گا اور محکمہ خود ہی اس کی دیکھ بھال کرے گا اور بعد میں اسے maintain کرنے کا خرچہ بھی محکمہ ہی کرے گا۔ اگر کسی سکیم پر حکومت کا 50 لاکھ روپیہ لگ چکا ہے اور 10 لاکھ روپیہ مزید لگانے سے وہ سکیم چلتی ہے تو ہماری first priority یہ ہے کہ اس کو چلایا جائے۔ آئندہ جو بھی سکیم بنے گی اسے محکمہ خود ہی look after کرے گا۔

محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ: جناب سپیکر! میں میاں چنوں کی سکیموں کے بارے میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہوں گی کہ انھوں نے ان سکیموں پر ٹوٹل لاگت نہیں بتائی۔ How much did they cost? اگر وہ سکیمیں 2000 تک ختم ہو گئی تھیں تو اب 7 سال ہو چکے ہیں اور

ان کی حکومت کو بھی کافی مہینے ہو چکے ہیں۔لہذا اب تک ان سکیموں کا notice کیوں نہیں لیا گیا اور ان کو چالو کیوں نہیں کیا گیا؟

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! پریس والے باہر چلے گئے ہیں۔

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی اور پبلک ہیلتھ انجینئر نگ (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں آپ کی اور آپ کی وساطت سے پورے ہاؤس کی توجہ چاہتا ہوں کہ پریس والوں کی طرف سے لکھا ہوا آیا ہے کہ کل میو ہسپتال لاہور میں ڈینگی وائرس کی رپورٹ تیار کرنے کے دوران ڈپٹی میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ڈاکٹر علیم نے خاتون رپورٹر کے بازو مروڑے، زدوکوب کیا، موبائل فون چھین لیا، حبس بے جا میں رکھا اور تھانے میں مقدمہ درج کرایا۔لہذا میں لاء منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ وہ اس معاملے میں مہربانی کر کے ادھر سے رپورٹ منگوالیں اور آپ سے گزارش ہے کہ ایک کمیٹی تشکیل دیں جو جاکر صحافی بھائیوں سے بات کرے۔

جناب سپیکر: زعیم حسین قادری صاحب ادھر ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ایک خاتون کو بھی ڈال دیں۔

جناب سپیکر: آمنہ الفت صاحبہ ! آپ جانا چاہتی ہیں؟

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی اور پبلک ہیلتھ انجینئر نگ (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! لغاری صاحب اور زعیم قادری صاحب کو بھیج دیں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب، حاجی اسحاق صاحب۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ کہا گیا تھا کہ ڈینگی وائرس کے سپرے کے لئے ہر ممبر اسمبلی کو دو دو بندے دیئے جائیں گے۔اگر خاتون نے یہ از خود کیا ہے تو بڑا اچھا کیا ہے اور اس نے بہتری کے لئے کیا ہے لیکن ان کے ساتھ سراسر زیادتی ہوئی ہے، اس پر notice لینا چاہئے۔میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ یونین کونسل کی سطح پر ہمیں جو حلقے لگتے ہیں آپ ہمیں ان میں ڈال دیجئے اور ہر یونین کونسل میں سپرے کرنے کے لئے کم از کم دو بندے ہمیں دیئے جائیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں تو کمیٹی بنا رہا تھا اور آپ نے تقریر کرنا شروع کر دی۔اس کمیٹی میں رانا افضل صاحب، زعیم قادری صاحب، وزیر ریونیو حاجی محمد اسحاق صاحب، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ اور لغاری صاحب، آپ تمام صاحبان جا کر صحافی بھائیوں سے بات کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر اس سلسلے میں مجھے وقت دیں تو میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔یہ ٹیم ڈینگی وائرس کے مریضوں کی footing بنانے کے لئے باقاعدہ میو ہسپتال کے میڈیکل سپرنٹنڈنٹ سے اجازت لے کر وہاں گئی تھی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب نے ان کے ساتھ غیر اخلاقی اور غیر قانونی سلوک کیا ہے۔"نیوز" کے انچارج شفیق اعوان صاحب کل ہی فون پر یہ معاملہ میرے علم میں لائے تھے۔میری کل متعلقہ ایس ایچ او، ڈی ایس پی اور ایس پی صاحب سے بات ہو گئی تھی اور میں نے انہیں کہا تھا کہ آپ اس سلسلے میں preliminary انکوائری کریں اور جو بھی حسب ضابطہ قانونی کارروائی بنتی ہے وہ عمل میں لائیں۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ کارروائی ہو چکی ہو گی۔ابھی 11.00 بجے ہیں، صحافی بھائی ہمیں آدھے، پونے گھنٹے کا ٹائم دے دیں اور اپنے کام پر اپنی گیلری میں واپس آ جائیں۔میں اتنی دیر میں متعلقہ افسران کو یہاں بلا لیتا ہوں۔پہلی بات تو یہ ہے کہ قانون اور ضابطے کے مطابق جو بھی کارروائی بنتی ہے وہ ہو چکی ہو گی لیکن اگر اس میں کوئی کسر رہ گئی ہو گی تو پھر میں، سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب، شفق اعوان صاحب، پریس گیلری کے صدر اور سیکرٹری صاحب، ہم سب بیٹھ جائیں گے اور اس معاملے میں جن required steps لینے کی ضرورت ہے اور جس کارروائی کی ضرورت ہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ کریں گے۔

جناب سپیکر: چلیں۔شکریہ

حاجی ذوالفقار علی: پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر: جی، آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میں ایک انتہائی اہم معاملہ آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں ہم اب اگلے سوال پر چلتے ہیں کیونکہ ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔ابھی وقفہ سوالات شروع ہے، آپ جو بات کرنا چاہتے ہیں اس کے بعد کر لیجئے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے پہلے جو گزارش آپ سے کی ہے اس حوالے سے میری مزید درخواست ہے کہ آپ صحافی بھائیوں کو یہ پیغام بھجوائیں، اگر وہ سن

رہے ہیں تو ٹھیک ہے وگرنہ کسی دوست سے کہیں کہ وہ ان تک جا کر پہنچا دے کہ صرف آدھے، پونے گھنٹے کی بات ہے۔ وہ جب آجاتے ہیں تو ہم بیٹھ کر اس معاملے کو resolve کر لیں گے۔

جناب سپیکر: ان کو منانے کے لئے کمیٹی جا چکی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): ٹھیک ہے۔ اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔ جی، میاں صاحب! اپنے سوال کا نمبر بولیں۔

میاں نصیر احمد: سوال نمبر 105، جناب سپیکر! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ایل ڈی اے میں آڈٹ پیرا کی موجودگی و دیگر تفصیلات

*105 میاں نصیر احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا ایل ڈی اے سے متعلق آڈٹ پیراز موجود ہیں؟

(ب) اگر آڈٹ پیراز موجود ہیں تو ان کی تعداد کیا ہے، یہ کس بنا پر تیار کئے گئے ہیں، ان پیروں میں کل کتنی رقم کی بدعنوانی کی گئی ہے اور کتنی رقم کی ریکوری ہو چکی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا ایل ڈی اے میں آڈٹ پیراز سیٹل بھی ہوتے ہیں، اگر سیٹل ہوتے ہیں تو کیسے اور کہاں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) جی ہاں۔

(ب) ایل ڈی اے کے متعلقہ پرنٹر ڈرافٹ پیروں کی تعداد 178 ہے یہ ایل ڈی اے کے مختلف شعبہ جات کے ریکارڈ کی جانچ پڑتال کو ڈائریکٹر جنرل آڈٹ ورکس کے نمائندے سرانجام دیتے ہیں جس کے نتیجے میں پیرے بنتے ہیں۔ مختلف سالوں کی پی اے سی میٹنگ میں 101538829 روپے کی ریکوری کو کہا گیا جس میں سے 29972273 روپے کی ریکوری کر لی گئی ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پرنٹر ڈرافٹ پیرے ورکنگ پیپر کی صورت میں آڈٹ آفس، فنانس آفس اور ممبران پی اے سی کے سامنے پنجاب اسمبلی میں پیش کئے جاتے ہیں جو کہ بحث کے بعد سیٹل ہوتے ہیں۔ پرنٹر ڈرافٹ پیرے بننے سے پہلے مندرجہ ذیل مراحل ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1- آڈٹ انسپکشن پیرے 592عدد

2- ایڈوانس پیرے 913عدد

3- ڈرافٹ پیرے 162عدد

درج ذیل پیرے ڈی اے سی / ایس ڈی اے سی کی میٹنگ میں آڈٹ آفس، فنانس آفس اور ایڈیشنل سیکرٹری ہاؤسنگ کی موجودگی میں بحث کے بعد settl ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! جز (ب) کے جواب میں recovery اور audit pares کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ "10 کروڑ روپے کی recovery کے لئے کہا گیا تھا جس میں سے تقریباً 3 کروڑ روپے کی recovery کر لی گئی ہے" جبکہ باقی سات، سوا سات کروڑ کی جو رقم ابھی تک recover نہیں ہوئی اس کی وجہ بیان نہیں کی گئی کہ وہ رقم کیوں recover نہیں ہوئی، اس میں کیا مسائل ہیں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ اور ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میاں نصیر صاحب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ یہ معاملہ ابھی چل رہا ہے، ابھی recovery کا عمل جاری ہے۔ اس میں ابھی تک جو recovery ہوئی ہے اس کی تعداد یہاں پر بیان کی گئی ہے لیکن یہ process ابھی چل رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب! کوئی اور ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جی، نہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی رانا بابر حسین صاحب کا ہے۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! وہ ملک سے باہر ہیں اس لئے ان کے سوال کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: وہ جب آئیں گے تو نیا سوال دے دیں گے۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! یہ سوال رانا بابر حسین کی طرف سے تھا اور وہ موجود نہیں ہیں۔ اس سوال کے بارے میں on his behalf بھی کسی نے نہیں کہا تو آپ اس کو pending فرما دیں۔

سید حسن مرتضیٰ: ان کے ایماء پر سوال نمبر 1283، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے رانا بابر حسین کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 1283 دریافت کیا)

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چک نمبر 16 / ایٹ بی آر میاں چنوں میں سولنگ و نالیوں کی مرمت کا مسئلہ

*1283: **رانا بابر حسین:** کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چک نمبر 16-ایٹ بی آر، میاں چنوں میں سولنگ اور نالیاں کب بچھائی گئی تھیں؟

(ب) یکم جنوری 2004 سے آج تک ان سولنگ اور نالیوں کی سالانہ مرمت پر کتنی رقم سال وائز خرچ کی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ان نالیوں کی صفائی کے لئے حکومت کی طرف سے کوئی ملازم نہیں رکھا گیا جس کی وجہ سے تمام چک کی نالیاں مٹی اور گار وغیرہ سے بھری پڑی ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ نالیوں کی مناسب صفائی نہ ہونے کی وجہ سے تمام گاؤں کی گلیوں میں گندا پانی کھڑا ہوا ہے خاص کر گلی غلام عباس کے گھر سے بوائز پرائمری سکول تک کی حالت انتہائی خراب ہے؟

(ہ) کیا حکومت ان نالیوں کی صفائی کا بندوبست کرنے اور جو نالیاں ٹوٹ پھوٹ چکی ہیں ان کی از سر نو تعمیر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد):

(الف) یہ سکیم 1992-1991 میں 1.987 ملین روپے کی لاگت سے مکمل ہوئی تھی۔

(ب) سکیم پر حکومت پنجاب نے کوئی خرچ نہ کیا ہے، کیونکہ سکیم مقامی یوزرز کمیٹی کے حوالے کر دی گئی تھی اور کمیٹی ہی اسے اپنے ذرائع آمدن سے چلا رہی ہے۔

(ج) حکومت / محکمہ کی طرف سے کوئی ملازم نہ رکھا گیا ہے کیونکہ یوزرز کمیٹی سکیم کی دیکھ بھال اور چلانے کی ذمہ دار ہے۔

(د) درست ہے کیونکہ صفائی کے لئے چک کی مقامی کمیٹی فعال نہ ہے۔تاہم پرائمری سکول والی گلی میں نالیاں صحیح طور پر کام کر رہی ہیں۔سولنگ 15 سال پرانا ہے اور بارش اور ٹریکٹر ٹرالیوں کی آمد ورفت کی وجہ سے متعدد جگہ سے ٹوٹ چکا ہے۔

(ہ) از سر نو تعمیر کے لئے فی الحال کوئی نئی منصوبہ بندی زیر غور ہے اور نہ ہی محکمہ ہذا کے پاس صفائی کے لئے فنڈز ہیں تاہم کیمونٹی ڈویلپمنٹ آفیسر کو ایسی کمیٹیوں کو دوبارہ فعال کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری وزیر صاحب سے ایک گزارش ہے۔

جناب سپیکر: گزارش نہ کریں بلکہ ضمنی سوال کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! چونکہ یہاں سوال میں از راہ نوازش لکھا ہوا ہے تو اس کا مطلب گزارش ہی بنتا ہے۔ میرے گاؤں میں پبلک ہیلتھ کے تحت واٹر سپلائی کی ایک سکیم ہے جو کہ کافی عرصہ سے بند پڑی ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ اس سوال کے بارے میں ضمنی سوال پوچھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں پبلک ہیلتھ کے بارے میں ہی سوال پوچھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی، ایسے نہیں چلے گا۔

"اوہ تلن والی گل دا تہانوں پتا ای ہووے گا"

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں پبلک ہیلتھ کے بارے میں ہی عرض کر رہا ہوں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ ایسے ہی کھڑے ہو جاتے ہیں، ہمارا وقت بھی ضائع کرتے ہیں۔ اڑھائی مہینے بعد میرا سوال آیا ہے، اگر آج میرے سوال کی باری نہ آئی تو میں ہمیشہ کے لئے walk out کر جاؤں گی۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: ان کے ایماء پر سوال نمبر 181، وزیر صاحب اس کا جواب پڑھ دیں۔ (معزز رکن نے محترمہ زوبیہ رباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 181 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی،ان کے سوال کا جواب پڑھ دیں۔

ایل ڈی اے کے زیر اہتمام سکولز میں اہلیت پر پورا اترنے والے سینئر اساتذہ

*181: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیاوزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے کے زیر انتظام لاہور میں دو سکول علامہ اقبال ٹاؤن اور جوہر ٹاؤن میں کام کر رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مورخہ 22 اپریل 2008 کو جوہر ٹاؤن برانچ کے لئے ہیڈ مسٹریس اور ہیڈ ماسٹر کی اسامی کے لئے اخباری اشتہار دیا گیا ہے، جس کے لئے مطلوبہ اہلیت ایم اے،ایم ایس سی اور پانچ سالہ تجربہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایل ڈی اے کے علامہ اقبال ٹاؤن والے سکول میں اس اہلیت اور تجربہ کے اساتذہ موجود ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ کو براہ راست بھرتی کا اشتہار دینے کا کیا جواز ہے، کیا اس عمل سے سینئر اساتذہ کی حق تلفی نہیں ہوئی؟

(ہ) کیا محکمہ براہ راست بھرتی کی بجائے سینئر اساتذہ کو ترقی دینے کا ارادہ رکھتا ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے کے زیر انتظام لاہور میں دو سکول علامہ اقبال ٹاؤن اور جوہر ٹاؤن میں کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی،ان کے سوال کا جواب پڑھ دیں۔

وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(ب) درست ہے کہ مورخہ 22-اپریل 2008 کو جوہر ٹاؤن سکول میں ایک مرد اور ایک خاتون برائے پرنسپل کی اسامی کے لئے اخباری اشتہار دیا گیا ہے، اشتہار کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جس کے لئے مطلوبہ اہلیت ایم اے، ایم ایس سی فرسٹ ڈویژن، بی ایڈ

فرسٹ ڈویژن اور کسی اچھی شہرت کے حامل ادارے میں کام کرنے کا پانچ سالہ انتظامی تجربہ ہو۔

(ج) ایل ڈی اے کے علامہ اقبال ٹاؤن سکول میں کام کرنے والے اساتذہ میں سے اس اہلیت اور تجربہ کے حامل کسی فرد نے مطلوبہ اسامی کے لئے درخواست دائر نہ کی جس کی وجہ شاید یہ ہو کہ یہ اسامیاں کنٹریکٹ کی بنیاد پر تین سال کے لئے ہیں جبکہ علامہ اقبال ٹاؤن سکول کے اساتذہ مستقل بنیاد پر ملازمت کر رہے ہیں اور وہ مستقل ملازمت چھوڑ کر عارضی ملازمت کے لئے تیار نہ ہوں تاہم اس ضمن میں ان پر اس اسامی کے لئے درخواست دینے پر کوئی پابندی عائد نہ کی گئی تھی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ابھی مکمل نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: کھوسہ صاحب! مکمل پڑھ دیں۔ اگلا جز(د) اور(ہ) بھی پڑھ دیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(د) جز(ج) کے جواب کی روشنی میں علامہ اقبال ٹاؤن سکول میں کام کرنے والے اساتذہ کی کوئی حق تلفی نہ ہوئی ہے۔

(ہ) ترقی مستقل اسامی خالی ہونے کی بنیاد پر کی جاتی ہے جیسے ہی مستقل اسامی خالی ہو گی سنیارٹی اور قواعد وضوابط کی بنیاد پر ترقی دی جائے گی۔ یہاں پر اس بات کی وضاحت بھی کی جاتی ہے کہ گورنمنٹ آف دی پنجاب ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ (سکولز ونگ) نوٹیفکیشن نمبر SO(S-III)2-16/2007 مورخہ 05-03-2008 ایل ڈی اے سکول علامہ اقبال ٹاؤن میں حقدار اساتذہ کا سکیل نمبر 17 کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! میں نے یہ پوچھنا تھا کہ پرنسپل کی مستقل اسامی کب تک خالی ہو گی اور اس کی dead line کیا ہے، اس کے علاوہ ایل ڈی اے کے زیر اہتمام اور کتنے سکول ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ اور ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب والا! یہ ایک نیا سوال ہے۔ اگر یہ نیا سوال دے دیں تو ان کو data provide کر دیں گے۔ جن towns کے بارے میں پوچھا گیا تھا ان towns میں دو سکول کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جو پوچھ رہی ہیں وہ تو بتائیں۔ پرنسپل کی اسامی کے بارے میں وہ آپ سے پوچھ رہی ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ اور ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب والا! جن آسامیوں کے لئے اشتہار دیا گیا تھا وہ پر ہو گئی ہیں۔ اس میں اگر اور کوئی ambiguity ہے تو وہ بتادیں۔

جناب سپیکر: آپ اپنا ضمنی سوال دوبارہ دہرا دیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! یہ پوچھا تھا کہ پرنسپل کی مستقل آسامی خالی ہوگی تو پر کریں گے، اب میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ مستقل آسامی کب تک خالی ہوگی۔ اس کی dead line کیا ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ اور ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب والا! میں نے ان کو جواب بھی پڑھ کر سنا دیا تھا، تین سال کے contract پر اس seat کو advertise کیا گیا تھا۔ جب ان کا contract time ختم ہوگا تو اس کو re-advertise کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اس کو re-advertise کیا جائے گا۔ اگلا سوال۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب والا! اسی سوال پر میرا ابھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ پہلے بولتے نہیں ہیں جب میں اس سوال سے آگے گزر جاتا ہوں تو پھر آپ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ doesn't look nice۔ اگلا سوال۔

چودھری عبداللہ یوسف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عبداللہ یوسف: جناب والا! ہمارے فاضل وزیر بلدیات جو ہیں انہوں نے being the youngest Chief Minister ایک world record set کیا ہے کہ اتنا نوجوان وزیر اعلیٰ آج تک یہاں نہیں بنا۔ میں ان کو مبارکباد دیتا ہوں کہ being a youngest Chief Minister...

جناب سپیکر: یہ مبارکباد آج آپ کو یاد آئی ہے۔

چودھری عبداللہ یوسف: جی آج آ رہی ہے۔ ایک اور مبارکباد ہے کہ انہوں نے ترقی کی ہے اور وزیر اعلیٰ کے بعد وزیر بن گئے ہیں۔ ایک اور ریکارڈ بھی یہ set کریں گے، اب وزیر کے بعد پارلیمانی سیکرٹری بنیں گے۔

جناب سپیکر: ان کے ساتھ آپ علیحدہ بات کر لیں اور آپ تشریف رکھیں۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ اور ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): ذاتی نکتہ وضاحت۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ان کی تسلی ہو گئی، تشریف رکھیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ اور ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب والا! مجھے بھی وضاحت کرنے دی جائے۔

جناب سپیکر: کھوسہ صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں؟ عقل مند بندے ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ اور ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب والا! اسمبلی کا طریقہ کار جس طرح سے چل رہا تھا اس طرح سے چلتا تو بہتر تھا۔ میرے بزرگوں نے مجھے یہ سکھایا ہے کہ بڑوں کی عزت کرنی ہے؟ شاید ان کے بزرگوں نے انہیں یہ نہیں سکھایا کہ چھوٹوں کے ساتھ بھی شفقت کی جاتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد): جناب والا! میں بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ اور ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب والا! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! میرا سوال نمبر 605 ہے۔ میرے سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے اور میں وزیر موصوف سے اس کا جواب چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: یہ تو اب pending ہو گیا ہے۔ وقفہ سوالات کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ اگلی دفعہ آپ کی باری آئے گی۔ سوال نمبر 664 اور 666 بھی pending کر دیئے جائیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! اڑھائی ماہ کے بعد اجلاس ہوا ہے۔ میں نے پہلے بھی اس کو pending کروایا تھا۔ میرا سوال نہایت ضروری ہے۔ یہ FDA کے متعلق ہے۔ اس میں بہت زیادہ گھپلے ہوئے ہیں۔ میں کب اس کی نشاندہی کرواؤں گی، کب مکمل طور پر انکوائری کرواؤں گی؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی جب باری آئے گی تو پھر اس وقت بولنا۔

چودھری عبدالوحید: جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم یہاں پر جو سوالات put کرتے ہیں وہ بعض دفعہ urgent اور انتہائی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں اس لئے میں وزیر قانون صاحب سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ سوالات کا وقت بڑھا دیا جائے۔ اڑھائی مہینے بعد باری آئی ہے اور وہ سوال ایوان میں پیش نہیں کیا جا سکا اور وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون بھی وقفہ سوالات کا وقت نہیں بڑھا سکتے اور میں بھی وقت نہیں بڑھا سکتا۔ یہ تو کمیٹی کا کام ہے کہ اس کو دیکھے۔ پاکستان کی تمام اسمبلیوں میں وقفہ سوالات کے لئے ایک گھنٹہ کا وقت مختص ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ٹاؤن شپ میں گرین بیلٹ کی جگہ پر ویگنوں کے مالکان کا قبضہ

*248: ملک جہانزیب وارن: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مین ٹیلی فون ایکسچینج ٹاؤن شپ سے رحمت علی میموریل ہسپتال کے شمالی سمت میں گرین بیلٹ کے لئے جگہ مختص کی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بیلٹ کے شروع میں ویگنوں کے مالکان نے ناجائز قبضہ کیا ہے جس سے گرین بیلٹ کی حالت خستہ ہو چکی ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس گرین بیلٹ کی ڈویلپمنٹ کے لئے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ نے یہ سکیم بنائی تھی اور گرین بیلٹ کے لئے یہ جگہ مختص کی تھی؟

(ب) یہ درست نہ ہے گرین بیلٹ کی ڈویلپمنٹ ہو رہی ہے اسی دوران ایک کارنر پر ویگن مالکان نے ویگنیں کھڑی کی تھیں جو فوری طور پر ہٹادی گئی ہیں؟

(ج) گرین بیلٹ کو درست کرنے کا کام جاری ہے اور عنقریب بہتر حالت کر دی جائے گی؟

ٹاؤن شپ، سوک سنٹر کمرشل مین پلاٹس کی الاٹمنٹ کا مسئلہ

*249: ملک جہانزیب وارن: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایکسچینج ٹاؤن شپ سے رحمت علی میموریل ہسپتال تک کی شمالی سمت کا ایریا ماسٹر پلاننگ میں سوک سنٹر کے لئے رکھا گیا تھا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو اس ایریا کے کمرشل مین پلاٹس کس تاریخ کو کتنی قیمت میں کن کن افراد کو الاٹ کئے گئے، فہرست ایوان میں پیش کی جائے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ ایریا کی ڈویلپمنٹ کے لئے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) اس حد تک درست ہے کہ علاقہ قائداعظم ٹاؤن میں ٹیلی فون ایکسچینج سے رحمت علی میموریل ہسپتال تک ماسٹر پلان / سکیم پلان کے مطابق ایریا سوک سنٹر کے لئے مختص شدہ ہے۔ محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ سے مرتب شدہ ماسٹر پلان کی کاپی تتمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

(ب) علاقہ سوک سنٹر مین کمرشل پلاٹس مختلف تاریخوں میں جن افراد کو جس قیمت پر الاٹ کئے گئے ہیں ان کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) موقعہ پر سوئی گیس، پانی و بجلی کی سہولت موجود ہے۔ سوک سنٹر کی دو رویہ مین سڑکات کی تعمیر کی جا چکی ہے نیز سوک سنٹر کی اندرونی سڑکات کی تعمیر مالی سال 2008-09 میں منظوری کے بعد کی جا سکے گی۔

لاہور-جے بلاک سبزہ زار کے مکینوں
کے لئے صاف پانی کی فراہمی کا مسئلہ

*288: محترمہ آمنہ الفت: کیاوزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جے بلاک سبزہ زار کے مکین گندہ پانی پینے پر مجبور ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ صاف پانی کی فراہمی کے لئے اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتا ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ جے بلاک سبزہ زار کے مکین گندہ پانی پینے پر مجبور ہیں کیونکہ واسالاہور اپنے شہریوں (صارفین) کو پینے کے لئے صاف پانی مہیا کر رہا ہے پانی کی کوالٹی کو چیک کرنے کے لئے واسالاہور کی لیبارٹری کا عملہ روزانہ شہر کے مختلف علاقوں سے پانی کے نمونہ جات حاصل کر کے ان کو ٹیسٹ کرتا ہے- مورخہ 17-06-2008 کو واسالیبارٹری کے عملہ نے جے بلاک سبزہ زار سے پانی کے نمونہ جات حاصل کئے اور ان کا ٹیسٹ کیا گیا جس کے مطابق واسا کا پانی جو جے بلاک سبزہ زار کو مہیا کیا جارہا ہے پینے کے لئے صاف اور درست ہے- واسالیبارٹری کی رپورٹ نمبر 35 مورخہ 19-06-2008 کا پی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ب) جواب اثبات میں نہ ہے جے بلاک کے رہائشیوں کو واسا صاف پانی مہیا کر رہا ہے؟

موٹروے بائی پاس گندے نالے کے ساتھ
پی ایچ اے کی خالی جگہ کا معاملہ

*289: محترمہ آمنہ الفت: کیاوزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چوک شیراکوٹ تا بجلی گھر ایل بلاک سبزہ زار موٹروے بائی پاس اور گندے نالے کے ساتھ پڑی خالی جگہ پی ایچ اے کے کسی منصوبے کے لئے ہے اگر ہاں تو پی ایچ اے کب تک اس جگہ پر اپنے منصوبے کا آغاز کرے گا، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بتائی جائیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایل ڈی اے کے ٹرک وہاں پر سارے شہر کا کوڑا کرکٹ پھینکتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کوڑا کرکٹ اور گندگی کی وجہ سے سبزہ زار کے جے، ایف، ای اور ایل بلاک کے مکینوں کو شدید پریشانی کا سامنا ہے؟

(د) اگر جزوہائے بالا کے جوابات اثبات میں ہیں تو کیا محکمہ ان کی روشنی میں اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) اس ضمن میں وضاحت کی جاتی ہے کہ مذکورہ جگہ پی ایچ اے کے پاس نہ ہے لہذا اس جگہ پر کوئی منصوبہ پی ایچ اے کے زیر غور نہ ہے۔

(ب) موٹروے بائی پاس اور گندے نالہ کے ساتھ ایل ڈی اے کا کوئی ٹرک کوڑا کرکٹ نہیں پھینکتا تاہم کبھی کبھار گندے نالے کے ساتھ ساتھ گار پھینکی جاتی ہے جو سوکھ کر ریت میں تبدیل ہو جاتی ہے محکمہ واسا پوری کوشش کرتا ہے کہ یہاں کوڑا کرکٹ نہ پھینکا جائے۔

(ج) سبزہ زار کا علاقہ ابھی پوری طرح آباد نہ ہوا ہے اور خاص کر گندے نالے کے ساتھ ابھی خالی پلاٹ پڑے ہیں اور عموماً یہ ہوتا ہے اور دیکھا گیا ہے کہ جہاں کہیں خالی پلاٹ ہوتا ہے وہاں لوگ بھی گھروں کا کوڑا کرکٹ پھینک دیتے ہیں اسی طرح دوسرے محکمہ کے ٹرک بھی جہاں خالی جگہ دیکھتے ہیں گندگی پھینک جاتے ہیں جونہی یہ پلاٹ آباد ہو جائیں گے اور نہ لوگ نہ ہی کوئی محکمہ یہاں کوڑا کرکٹ پھینکے گا تو نہ یہاں گندگی پھیلے گی اور نہ ہی مکینوں کو کوئی پریشانی ہوگی۔

(د) -ایضاً-

اللہ توکل روڈ پی پی۔144 واہگہ ٹاؤن و عالیہ ٹاؤن
کے گندے نالے کے مسائل

*377: جناب وسیم قادر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اللہ توکل روڈ واہگہ ٹاؤن پی پی۔144 سے ایک گندا نالہ گزرتا ہے جس میں داروغہ والا سے لے کر محمود بوٹی تک کی آبادیوں کا گندا پانی گرتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صفائی نہ ہونے کی وجہ سے نالہ گندگی سے بھر چکا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ نالہ بند ہونے کی صورت میں گندا پانی علاقہ کی گلیوں میں آتا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ عالیہ ٹاؤن سک نہر نالے پر پانی کو بڑے نالے میں پھینکنے کے لئے موٹریں لگائی گئی تھیں، یہ موٹریں ایک دن میں کتنی دفعہ چلائی اور بند کی جاتی ہیں؟

(ہ) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے کہ کیا حکومت اللہ توکل روڈ محمود بوٹی کے نالے کو صاف کروانے کا اور نالوں سے موٹریں جو بند ہیں، انھیں چلانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) درست ہے کہ اللہ توکل روڈ واہگہ ٹاؤن پی پی۔44 سے نالہ گزرتا ہے مگر داروغہ والا سے محمود بوٹی تک کی آبادیوں کا گندا پانی اس نالہ میں نہیں آتا ہے۔ان آبادیوں کا پانی داروغہ والا بند روڈ کی ڈرینوں میں جاتا ہے۔

(ب) درست ہے چونکہ یہ نالہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کا ہے جس کی صفائی کی ذمہ داری بھی ان کی تھی لیکن اب حکومت پنجاب کی ہدایت پر واسا کے عملہ نے اس کی صفائی شروع کر دی ہے۔

(ج) درست ہے نالہ بند ہونے کی صورت میں گندا پانی علاقہ کی گلیوں میں آتا ہے۔

(د) درست نہیں ہے عالیہ ٹاؤن سک نہر نالے پر کسی قسم کی موٹریں نہیں لگائی گئیں۔

(ہ) واسا کے عملہ نے اللہ توکل روڈ نالے کی صفائی حال ہی میں جولائی 2008 میں کی ہے اور ماہ اگست میں اس نالے کی دوبارہ صفائی کا پروگرام ہے۔نالے پر عالیہ ٹاؤن میں کسی قسم کی موٹریں نہیں لگائی گئیں اور یہ نالہ راوی دریا میں قدرتی بہاؤ کے ذریعے پانی لے کر جاتا ہے۔

لاہور۔سیوریج اور عوام کو صاف پانی فراہم کرنے کے لئے کئے گئے اقدامات کی تفصیل

*421: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور شہر میں کتنے ایسے محلے یا یونین کونسلز ہیں جن میں پینے کے پانی کے پائپ ناکارہ ہو چکے ہیں یا اپنی معیاد پوری کر چکے ہیں اور ان کو ابھی تک تبدیل نہیں کیا گیا اسکی وجوہات بیان فرمائیں؟

(ب) لاہور شہر میں متعلقہ انتظامیہ لوگوں کو صاف پانی فراہم کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے اور اس کے لئے 2008-09 کے بجٹ میں کتنے فنڈز رکھے جا رہے ہیں، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) لاہور کی مختلف یونین کونسلز میں تقریباً سات سو کلو میٹر لائنیں ایسی تھیں جو یا تو ناکارہ ہو چکی تھیں یا اپنی میعاد پوری کر چکی تھیں ان میں اکثر لائنیں گیسٹر و پیکیج کے تحت تبدیل کی جا چکی ہیں کیونکہ اے سی پائپ کی مارکیٹ میں کمی تھی اس وجہ سے کچھ لائنیں بروقت تبدیل نہ ہو سکیں اور محکمہ ہذا کو تقریباً ایک صد پچاس ملین روپے سرنڈر کرنا پڑے۔

(ب) لاہور میں لوگوں کو صاف پانی مہیا کرنے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جا رہے ہیں:۔

1- پانی میں ہائپو کلورائیٹ محلول ملایا جا رہا ہے۔

2- اکثر و بیشتر واٹر سپلائی کی وہ لائنیں جو پرانی یا ناکارہ ہو چکی تھیں تبدیل کر دی گئی ہیں جو تھوڑی بہت رہ گئی ہیں ان کا تخمینہ جات لگایا جا رہا ہے۔

3- پائپ لائنوں کو گاہے بگاہے صاف کیا جا رہا ہے۔

4- رات کو پائپ لائنوں میں مثبت دباؤ رکھا جاتا ہے سال 2007-08 میں جو لائنیں تبدیل نہیں ہو سکیں، ان کے لئے موجودہ مالی سال 2008-09 میں گیسٹرو پیکیج کے تحت 500 ملین کے فنڈز رکھے جا رہے ہیں تاکہ ان کو بھی تبدیل کیا جا سکے۔

5- 69 عدد پرانے ٹیوب ویلز جن کی میعاد تقریباً ختم ہو چکی ہے ان کو موجودہ مالی سال 2008-09 میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔ جس کے لئے 412.309 ملین

روپے کے فنڈز رکھے گئے ہیں تاکہ لوگوں کو وافر مقدار میں صاف پانی مہیا کیا جا سکے۔

-6 اس کے علاوہ حکومت پنجاب نے واسا کو 674.390 ملین روپے مہیا کئے ہیں جن سے لوڈ شیڈنگ کے دوران پانی کی ترسیل برقرار رکھنے کے لئے جنریٹر خرید کر ٹیوب ویلوں پر نصب کئے جائیں گے۔

گوجرانوالہ شہر میں واسا کی طرف سے کئے گئے ترقیاتی کاموں کی تفصیلات

*422: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گوجرانوالہ شہر 09-2008 میں سیوریج کے نظام کے لئے کتنے فنڈز رکھے جا رہے ہیں؟

(ب) گوجرانوالہ شہر میں پینے کے پانی کے لئے نئے پائپ کب بچھائے جا رہے ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) گوجرانوالہ شہر میں اب تک کتنی آبادیوں / علاقوں کو واسا نے پینے کا صاف پانی مہیا کرنے کے لئے اقدامات اٹھائے ہیں، ان کے نام فراہم کئے جائیں؟

(د) 2002 سے اب تک گوجرانوالہ شہر میں واسا نے جو ترقیاتی کام کئے انکی سال وائز تفصیل فراہم کریں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) مالی سال 09-2008 میں سیوریج کے نظام کے لئے 150.00 ملین فنڈز مختص کئے گئے ہیں جس سے کھیالی شاہ پور، قلعہ دیدار سنگھ، اروپ اور نندی پور ٹاؤنز کے موجودہ سیوریج، ڈسپوزل اسٹیشن کی بحالی و توسیع (اپ گریڈیشن) شامل ہے۔

(ب) واسا گوجرانوالہ مالی سال 08-2007 اور 09-2008 میں پینے کے پانی کے لئے 193.885 ملین روپے کی لاگت سے 21 عدد نئے ٹیوب ویل اور تقریباً 130 کلو میٹر واٹر سپلائی کی پائپ لائنیں بچھائی جا رہی ہیں۔

(ج) واسا نے اب تک مندرجہ بالا سکیم کے تحت واٹر سپلائی کی لائنیں مدینہ کالونی، جناح روڈ، بیکو پور، علی آباد، عثمان کالونی، چک جگنہ، گلزار کالونی، نوشہرہ سانسی، مدینہ کالونی، کھیالی، شاہین

آباد، سمن آباد، دھلے، راجکوٹ، زاہد کالونی، رسول پورہ، عطا محمد روڈ، طارق آباد، قاسم ٹاؤن، سلیم کالونی، فرید ٹاؤن، چمن شاہ، بلال پورہ، عرفات کالونی، فقیر پورہ، عثمان پارک، علی پارک، سیالوی ٹاؤن، میاں سانسی، مومن آباد، مختار کالونی، گرجاکھ، افضل پورہ، کلرآبادی، حمید پورہ میں بچھائی جارہی ہیں۔واسا کو اس سے پہلے کوئی فنڈز مہیا نہ کئے گئے ہیں۔

(د) واسا نے 2002 سے اب تک جو ترقیاتی کام کروائے ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبہ میں جعلی ہاؤسنگ سکیموں کی روک تھام کے لئے اٹھائے گئے اقدامات

*484: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) موجودہ حکومت صوبہ بھر میں جعلی ہاؤسنگ سکیموں کی روک تھام اور عوام کو لوٹ کھسوٹ سے بچانے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، تفصیلاً بتایا جائے؟

(ب) صوبائی حکومت کی معلومات کے مطابق صوبہ بھر میں ضلع وار کل کتنی اور کون کون سی جعلی ہاؤسنگ سکیمیں ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے تمام ادارے اپنی اپنی حدود میں اگر کوئی جعلی ہاؤسنگ سکیم ہو تو اس کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کرتے ہیں اور چالان کر کے عدالتوں میں پیش کرتے ہیں اور ایسی سکیموں سے آگاہی کے لئے اخبارات میں اشتہار بھی دیتے ہیں تاکہ عوام ایسی سکیموں سے ہوشیار رہیں۔

(ب) محکمہ ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے ذیلی اداروں میں جعلی ہاؤسنگ سکیموں کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

نام ادارہ	جعلی ہاؤسنگ سکیموں کی تعداد	
ترقیاتی ادارہ فیصل آباد	73	تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔
ترقیاتی ادارہ راولپنڈی	29	تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

ترقیاتی ادارہ گوجرانوالہ	1	تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔
ترقیاتی ادارہ، لاہور	131	تتمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔
کل	234	

صوبہ میں بحریہ ٹاؤن کی ہاؤسنگ سکیمیں ودیگر تفصیلات

*485: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ بھر میں بحریہ ٹاؤن کی کہاں کہاں ہاؤسنگ سکیمیں ہیں؟

(ب) مذکورہ ہر ایک سکیم کی ہر شہر میں کل کتنی زمین ہے؟

(ج) راولپنڈی میں بحریہ ٹاؤن نے اپنے قیام سے آج تک کل کتنے فیز شروع کئے، کون کون سا فیز مکمل کر لیا گیا اور کون کون سا ابھی نامکمل ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) بحریہ ٹاؤن کی ایل ڈی اے لاہور اور آر ڈی اے راولپنڈی کی حدود میں کل 7 عدد سکیمیں ہیں جن میں دو عدد سکیمیں لاہور میں ایل ڈی اے سے منظور ہوئی ہیں اور پانچ عدد سکیمیں راولپنڈی کی حدود میں ہیں ان سکیموں کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

1۔ بحریہ ٹاؤن فیز 1 اور 11 راولپنڈی

2۔ سفاری والاز 1، راولپنڈی

3۔ سفاری ولاز 11، راولپنڈی

4۔ بحریہ ٹاؤن فیز 8 راولپنڈی

5۔ بحریہ پیراڈائز، راولپنڈی

6۔ بحریہ ٹاؤن سیکٹر-اے، لاہور (موضع جلیانہ اور مراکہ) لاہور فیز 8

7۔ بحریہ ٹاؤن، موضع پاجیاں، لاہور

(ب) مذکورہ 7 سات سکیموں کے رقبہ کی تفصیل حسب ذیل ہے

نمبر شمار	نام سکیم	رقبہ
1	بحریہ ٹاؤن فیز 1 اور 11 راولپنڈی	1929.05 کنال
2	سفاری ولاز- 1، راولپنڈی	408.22 کنال
3	سفاری ولاز- 11، راولپنڈی	225.00 کنال

4	بحریہ ٹاؤن فیز VIII، راولپنڈی	5954.80 کنال
5	بحریہ پیراڈائیز، راولپنڈی	164.64 کنال
	کل رقبہ	8681.71 کنال
6	بحریہ ٹاؤن سیکٹر اے لاہور (موضع جلیانہ اور مراکہ) لاہور	684.90 کنال
7	بحریہ ٹاؤن، موضع پاجیاں، لاہور	466.10
	کل رقبہ	1151.00 کنال

(ج) راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی حدود میں بحریہ ٹاؤن نے اپنی سکیموں کے کل پانچ فیز شروع کئے تھے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام سکیم	ترقیاتی کام کی کیفیت
1	سفاری ولاز-1	تقریباً 90 فیصد تک ترقیاتی کام مکمل کر لیا گیا ہے
2	سفاری ولاز-11	تقریباً 90 فیصد تک ترقیاتی کام مکمل کر لیا گیا ہے
3	بحریہ ٹاؤن فیز-1 اور 11	تقریباً 90 فیصد تک ترقیاتی کام مکمل کر لیا گیا ہے
4	بحریہ ٹاؤن فیز- 8	ترقیاتی کام شروع ہے
5	بحریہ پیراڈائیز	ترقیاتی کام شروع ہے

پی پی-144 لاہور میں واسا کے ٹیوب ویلز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*600: جناب وسیم قادر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پی پی 144 میں واسا کے کتنے ٹیوب ویلز واٹر سپلائی کے لئے کہاں کہاں لگے ہوئے ہیں؟

(ب) ان ٹیوب ویلز سے روزانہ کتنے گیلن پانی حلقہ کے لوگوں کو فراہم کیا جاتا ہے؟

(ج) ان ٹیوب ویلز میں سے کتنے کب سے خراب ہیں؟

(د) ہر یونین کونسل میں کتنے ٹیوب ویلز ہیں؟

(ہ) کیا یہ ٹیوب ویلز اس حلقہ کی آبادی کے مطابق پانی فراہم کر رہے ہیں؟

(و) اگر اس حلقہ کی آبادی میں مزید واٹر سپلائی کے ٹیوب ویلز لگانے کی ضرورت ہے تو حکومت کب تک، مزید ٹیوب ویلز اس حلقہ میں لگانے / نصب کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) پی پی-144 میں 17 عدد ٹیوب ویلز مندرجہ ذیل جگہوں پر لگے ہوئے ہیں۔

1 سانسی کوارٹرز	2 باغیچی سیٹھاں	3 سحر روڈ
4 ثریا جبین پارک	5 ڈپٹی یعقوب کالونی	6 دربار ماد ھولال حسین
7 عالیہ ٹاؤن	8 گلشن شالیمار بہار	9 ملاپ سٹریٹ
10 محمود بوٹی ڈسپوزل	11 محمود بوٹی رنگ روڈ نمبر 2	12 محمود بوٹی رنگ روڈ نمبر 3
13 شاہ گوہر پیر	14 سید دی مل	15 بیگم پورہ
16 سنگھ پورہ	17 شاہ بدر دیوان	

(ب) ان ٹیوب ویلز میں سے روزانہ تقریباً 2 کروڑ 40 لاکھ گیلن پانی علاقہ کے لوگوں کو فراہم کیا جا رہا ہے۔

(ج) یہ سارے ٹیوب ویلز چالو حالت میں ہیں۔

(د) ہر یونین کونسل میں ٹیوب ویلز کی تعداد مندرجہ ذیل ہے:۔

1-	یونین کونسل نمبر 33	3 عدد
2-	یونین کونسل نمبر 34	2 عدد
3-	یونین کونسل نمبر 35	3 عدد
4-	یونین کونسل نمبر 36	2 عدد
5-	یونین کونسل نمبر 37	3 عدد
6-	یونین کونسل نمبر 38	ایک عدد
7-	یونین کونسل نمبر 18	3 عدد

(ہ) اس حلقہ میں پانی کی کمی ہے۔

(و) اس حلقہ کی آبادی کے لئے مزید ٹیوب ویل نصب کرنے کی ضرورت ہے۔ حکومت پنجاب نے لاہور شہر میں صاف پانی کی فراہمی کو مسلسل اور یقینی بنانے کے لئے 69 نئے ٹیوب ویلوں کی تنصیب کی منظوری مبلغ 412.309 ملین روپے دے دی ہے۔ جن میں اس حلقے کے تین نئے ٹیوب ویل بمقام سنگھ پورہ پارک، سنگھ پورہ نزد جی ٹی روڈ اور کوٹ خواجہ سعید کا نجی ہاؤس بھی شامل ہیں۔ ان ٹیوب ویلوں کی تنصیب کا ٹھیکہ فرنٹیئر ورکس آرگنائزیشن کمپنی کو دے دیا گیا ہے اور جلد ہی کام کا آغاز ہو جائے گا۔

مین بازار بیگم کوٹ لاہور میں سیوریج کے مسائل

*616: رانا محمد اقبال خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مین بازار بیگم کوٹ لاہور میں سیوریج کی ناقص تعمیر کی وجہ سے بازار میں گٹروں کا پانی اکثر کھڑا رہتا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سیوریج کا نظام ٹھیک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) مین بازار بیگم کوٹ میں سیور لائن 1981 میں مکمل کی گئی تھی۔وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ 24 انچ قطر کی لائن پرانی و خستہ حال ہو گئی ہے اور آبادی میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے جس سے نکاسی آب کی موجود سہولت ناکافی ہوتی جا رہی ہے۔واسا کا عملہ شیڈول کے مطابق سیور کی صفائی کرتا رہتا ہے مین ہولز کا درمیانی فاصلہ کم کیا جا رہا ہے تاکہ سیور کی صفائی میں آسانی پیدا ہو تمام سیور لائنوں کی تعمیر معیار کے مطابق ہوتی ہے اور واسا کوالٹی کنٹرول اس کے معیار کا سرٹیفکیٹ جاری کرتا ہے۔

(ب) بیگم کوٹ کے علاقے میں سیوریج سسٹم کی بہتری کے لئے 36 انچ قطر کا سیور لگانے کا منصوبہ رواں مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں رکھا گیا ہے جس پر 1 کروڑ 85 لاکھ خرچ ہو گا۔

حکومت اس علاقے کی بہتری کے لئے خاص توجہ دے رہی ہے رواں مالی سال میں اس منصوبہ کی تکمیل کے بعد بیگم کوٹ مین بازار کے سیور کا نظام ٹھیک ہو جائے گا

لاہور۔ناصر کالونی اور گاڈھی چوک اور ایف بلاک گلشن راوی کے قریب گندے نالے پر پل بنانے کا مسئلہ

*630: مہر اشتیاق احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نیو شالیمار کالونی، غنی کالونی، ناصر کالونی، گاڈھی چوک اور ایف بلاک گلشن راوی بند روڈ لاہور کے درمیان بہنے والے گندے نالے پر ٹریفک کی آمدرفت کے لئے گلشن راوی پل اور شیرا کوٹ پل بنے ہوئے ہیں،ان پلوں کا درمیانی فاصلہ دو میل سے بھی زیادہ ہے جس میں گزرگاہ کے لئے ایک پلی مسجد اقصیٰ اور دوسری پائپوں والی پلی بنائی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ غنی کالونی، ناصر کالونی، نیو مسلم پارک کے مکینوں کو گلشن راوی لاہور کے قبرستان میں میت کو دفنانے کے لئے ایک میل سے زیادہ فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے اور ٹریفک کی آمدورفت میں بھی مشکلات پیش آتی ہیں؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ناصر کالونی اور گاڈھی چوک اور ایف بلاک گلشن راوی کے قریب گندے نالے پر ٹریفک آمدورفت کے لئے پل بنا کر مکینوں کی مشکلات دور کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ ٹریفک کی آمدورفت کے لئے گلشن راوی پل اور شیراکوٹ پل بنے ہوئے ہیں ان کے درمیان درج ذیل مزید 7 پل اور پلیاں ہیں، ان کا درمیانی فاصلہ لف نقشہ پر درج ہے جو کہ کہیں بھی 500 میٹر سے زیادہ نہیں ہے۔

(ب) نالے پر پل یا پلیاں موجود ہیں۔ کہیں بھی دو پل یا پلیوں کا درمیانی فاصلہ 500 میٹر سے زیادہ نہیں ہے۔

(ج) مذکورہ گندے نالے پر مناسب تعداد میں پل اور پلیاں موجود ہیں تاہم اگر مزید پل بنانے کی ضرورت سامنے آئی تو متعلقہ محکمہ کو ہدایت کر دی جائے گی۔

لکھوڈیر روڈ باغبانپورہ میں واٹر سپلائی کے گھریلو و کمرشل کنکشن کی تعداد و دیگر تفصیلات

*746: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لکھوڈیر روڈ باغبانپورہ لاہور اور اس سے ملحقہ گلیوں میں واٹر سپلائی کے کمرشل اور ڈومیسٹک کنکشن کی تعداد کیا ہے، علیحدہ علیحدہ بتائی جائے؟

(ب) لکھوڈیر روڈ باغبانپورہ لاہور اور اس سے ملحقہ گلیوں کی واٹر سپلائی کے کمرشل کنکشن جن فیکٹریوں، سکولوں اور دیگر کاروباری مراکز میں لگائے گئے ہیں ان کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ج) لکھوڈیر روڈ باغبانپورہ لاہور اور اس سے ملحقہ گلیوں میں 2005 سے یکم جون 2008 تک کتنے ڈومیسٹک کنکشن کمرشل کئے گئے ہیں، مکمل تفصیلی فہرست پیش کی جائے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ لکھوڈیر روڈ باغبانپورہ اور اس سے ملحقہ گلیوں میں کمرشل استعمال ہونے والے واٹر کنکشن ڈومیسٹک شرح سے ہی بل ادا کر رہے ہیں، اگر ہاں تو حکومت اس سلسلے میں کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ کے اہلکاران وافسران کی ملی بھگت سے ڈومیسٹک واٹر کنکشن کمرشل استعمال ہو رہے ہیں اگر ہاں تو اس سلسلے میں حکومت کرپٹ اہلکاران وافسران کے خلاف کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) (i) لکھوڈیر روڈ شادی پورہ کی وارڈ نمبر 023 کے واٹر کنکشنوں کی تعداد کی تفصیل درج ذیل ہے:-

وارڈ کے کل کنکشنوں کی تعداد گھریلو 2350

کمرشل 95

متعلقہ گلی 13، 12 لکھوڈیر روڈ شادی پورہ کے کنکشنوں کی تعداد

گھریلو 202

کمرشل 9

(ii) لکھوڈیر روڈ پر شالیمار ٹاؤن وارڈ نمبر 011 کے واٹر کنکشنوں کی تعداد کی تفصیل درج ذیل ہے:-

وارڈ کے کل کنکشنوں کی تعداد: گھریلو 3097

کمرشل 47

متعلقہ لکھوڈیر روڈ شالیمار ٹاؤن کے واٹر کنکشنوں کی تعداد:

گھریلو 60

کمرشل 16

کمرشل ایکوافر سیور بلوں کی تعداد: 38

(iii) لکھوڈیر روڈ پر، شالیمار ٹاؤن وارڈ نمبر 012 کے واٹر کنکشنوں کی تعداد کی تفصیل درج ذیل ہے:-

وارڈ کے کل کنکشنوں کی تعداد:- گھریلو 2871

کمرشل 27

متعلقہ ملحقہ گلی نمبر 46 تا 50، 54-سی اور 54 ڈی

واٹر کنکشنوں کی تعداد گھریلو 320

کمرشل 5

(ب) لکھوڈیر روڈ شادی پورہ و لکھوڈیر روڈ شالیمار ٹاؤن اور اس سے ملحقہ گلیوں کی واٹر سپلائی کے کمرشل کنکشن جن فیکٹریوں، سکولوں اور دیگر کاروباری مراکز میں لگائے گئے ہیں، ان کی مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) لکھوڈیر روڈ شالیمار ٹاؤن کی وارڈ نمبر 011 میں ایک عدد گھریلو واٹر کنکشن کو کمرشل واٹر کنکشن میں تبدیل کیا گیا تھا، جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یہ بات درست نہیں ہے لکھوڈیر روڈ شادی پورہ و لکھوڈیر روڈ شالیمار ٹاؤن کے کمرشل کنکشنوں کے بل کمرشل ریٹس پر ہی جاری کئے جا رہے ہیں۔ جونہی محکمہ کے علم میں یہ بات آتی ہے کہ کسی گھریلو کنکشن کا کمرشل استعمال ہو رہا ہے تو فوراً انضباطی کارروائی کرتے ہوئے کمرشل ریٹس پر بل جاری کر دیا جاتا ہے۔

(ہ) یہ بات درست نہیں ہے اگر محکمہ کے علم میں کوئی بھی بے ضابطگی آتی ہے تو متعلقہ اہلکاران کے خلاف فوری طور پر انضباطی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

لکھوڈیر روڈ باغبانپورہ لاہور میں واسا کے بل تقسیم کرنے والے اہلکاران کی تفصیل

*747: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لکھوڈیر روڈ باغبانپورہ لاہور اور اس سے ملحقہ گلیوں میں واسا کے بل تقسیم کرنے والے اہلکاران کے نام، عہدہ اور عرصہ تعیناتی سے آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ واسا کے بل تقسیم کرنے والے اہلکاران مذکورہ علاقے کے لوگوں کو ناجائز تنگ کرنے کے مختلف طریقے اور حربے استعمال کرتے رہتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ واسا کے بل تقسیم کرنے والے اہلکاران نے لکھوڈیر روڈ اور اس سے ملحقہ گلیوں کے صارفین کو بل تقسیم کرنے کے چند روز بعد دوبارہ بل واپس لے کر ان بلوں پر ہاتھ سے تاریخ تبدیل کر کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر، ایس ٹی اینڈ اے بی، واسا ایل ڈی اے لاہور کے جعلی دستخط کر کے مہر بھی لگاتے ہیں، اگر ہاں تو جو اہلکار بلوں پر اپنے افسر کے دستخط کر رہے ہیں اور اس پر مہر بھی لگا رہے ہیں، اس کی قانونی حیثیت کے بارے میں ایوان کو مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ بل کی ادائیگی کی پرنٹ شدہ حتمی تاریخ میں کوئی کلرک یا بل تقسیم کرنے والا اہلکار ردوبدل کر سکتا ہے، اگر کم کر سکتا ہے تو اس کے طریقے کار کی وضاحت کی جائے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کے جوابات اثبات میں ہیں تو کیا حکومت ایسے کرپٹ اہلکاران وافسران کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) لکھوڈیر روڈ باغبانپورہ- شادی پورہ وارڈ نمبر 023 میں محمد اشفاق، اے ایف آئی (اسسٹنٹ فیلڈ انسپکٹر) ٹکٹ نمبر 11445 عرصہ تقریباً (3) سال سے تعینات تھا- مذکورہ اہلکار مورخہ 9 جون 2008 کو ایک شکایت کی بنا پر معطل کیا گیا تھا- جس کی تبدیلی ریونیو آفس شالیمار ٹاؤن سے علامہ اقبال ٹاؤن میں ہو چکی ہے- اس کی جگہ پر علی ظفر اے ایف آئی (اسسٹنٹ فیلڈ انسپکٹر) تعینات کر دیا گیا ہے-

(ب) یہ بات درست نہیں ہے- واسا کے اہلکاران پوری تندہی سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں تاہم اگر کوئی شکایت ملتی ہے تو اس پر قواعد کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے-

(ج) کسی بھی بل تقسیم کرنے والے اہلکار کو اس بات کی اجازت نہ ہے کہ وہ بل پر مہر لگائے اور تاریخ بڑھائے مذکورہ بلوں پر تاریخ بڑھانے کے متعلق عرض ہے کہ متعلقہ اہلکار محمد اشفاق اے ایف آئی (اسسٹنٹ فیلڈ انسپکٹر) چونکہ معطل تھا، اس لئے دوسرا اہلکار شمشاد علی آر ایف آئی (ریکوری فیلڈ انسپکٹر) جو اس علاقہ سے پوری طرح روشناس نہ تھا اس لئے بلوں

کی تقسیم میں تاخیر ہو رہی تھی اس لئے محکمانہ طور پر مذکورہ بلوں کی تاریخ ادائیگی میں توسیع کی گئی تاکہ صارفین بلا جرمانہ بل جمع کروا سکیں۔

(د) کوئی بھی کلرک یا بل تقسیم کرنے والا اہلکار بل کی ادائیگی کی پرنٹ شدہ تاریخ میں ردوبدل کا اختیار نہیں رکھتا۔صرف مجاز افسران اس بات کا اختیار رکھتے ہیں۔

(ہ) اگر محکمہ کے علم میں کوئی بھی بے ضابطگی آتی ہے تو متعلقہ اہلکاران کے خلاف فوری طور پر انضباطی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

فیصل آباد-نشاط آباد ریلوے کراسنگ پل سے ملحقہ
گرلز ہائی سکول کے سامنے سیوریج و دیگر مسائل

*763: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد میں نشاط آباد ریلوے کراسنگ پل سے ملحقہ گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول کے سامنے سیوریج کا پانی 2/2 فٹ تک کھڑا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ مقام سے سیوریج کے کھڑے پانی کی نکاسی کا کوئی بہتر انتظام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو کیوں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) درست نہ ہے کہ پانی 2/2 فٹ تک کھڑا ہوتا ہے۔ایسا تب ہوتا ہے، جب بارش آتی ہے کیونکہ یہ جگہ ارد گرد کی سڑکوں سے 3/2 فٹ گہری ہے۔جھمرا روڈ شہر والی سائیڈ اور دوسری سائیڈ سے پانی ادھر جمع ہو جاتا ہے اور شیخوپورہ روڈ سے بھی سارا پانی ادھر آکر جمع ہوتا ہے۔باقی جب بجلی بند ہوتی ہے تو جنریٹر چلانے سے پمپوں کی کارکردگی کم ہو جاتی ہے۔ تب یہ لائن اوور فلو کرتی ہے اور پانی جمع ہو جاتا ہے لیکن جب بجلی آتی ہے یہ پانی نکل جاتا ہے اور یہ عموماً نہ ہوتا ہے۔

(ب) جواب اثبات میں نہ ہے چونکہ یہ جگہ ارد گرد کی سڑکوں سے 3/2 فٹ تک نشیب میں واقع ہے اس لئے جب بارش ہوتی ہے تو وقتی طور پر پانی جمع ہو جاتا ہے لیکن چند گھنٹے بعد بذریعہ سیور لائن نکل جاتا ہے۔اس علاقہ کو مستقل ریلیف دینے کے لئے محکمہ نے ایک سیور سکیم بنائی ہے جو کہ مانانوالہ سے شروع ہو کر پہاڑ نگ ڈرین تک جائے گی اور وہاں

پمپنگ سٹیشن بنایا جائے گا-اس سکیم کا کافی کام مکمل ہو چکا ہے اور باقی کام جاری ہے-لیکن اس علاقہ کو عارضی ریلیف دینے کے لئے نشاط آباد چوک میں اس لائن پر اوایںڈ ایم ویسٹ نے ایک عارضی ڈسپوزل ورکس بنایا ہے جس سے اس علاقہ کو عارضی ریلیف دیا جا رہا ہے- جب بھی اس ڈسپوزل ورکس پر کوئی پرابلم ہوتا ہے تو یہ لائن اوور فلو کرتی ہے اور مذکورہ جگہ نشیبی ہونے کی وجہ سے پانی جمع ہو جاتا ہے-جب مانانوالہ سے پہاڑنگ ڈرین والی سکیم مکمل ہو جائے گی تو یہ عارضی ڈسپوزل ورکس ختم کر دیا جائے گا اور سیور اپنی gravity پر چل پڑے گا اور یہ اس علاقہ کے سیور کا مستقل حل ہو گا-

مزنگ روڈ لاہور میں پینے کے لئے صاف پانی کی فراہمی کا مسئلہ

*800: محترمہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مزنگ روڈ لاہور میں پینے کے لئے صاف پانی مہیا نہیں کیا جا رہا جس کی وجہ سے علاقہ کے لوگ پیٹ کی بیماریوں میں مبتلا ہو رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اہل علاقہ نے واسا کو شکایات کیں لیکن کوئی توجہ نہیں دی گئی؟

(ج) کیا حکومت اہل علاقہ کو صاف پانی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ مزنگ روڈ لاہور میں پینے کے لئے صاف پانی مہیا نہیں کیا جا رہا-اس سلسلے میں واسا لاہور نے حکومت پنجاب کی ہدایات کی روشنی میں پہلے ہی لاہور شہر میں پانی کے نمونے حاصل کر کے اس کو لیبارٹری میں ٹیسٹنگ کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے-واسا کی مختلف ٹیمیں پورے لاہور سے کیمسٹ کی زیر نگرانی پانی کے نمونے حاصل کرتی ہیں اور مزنگ روڈ کے علاقے سے بھی مختلف جگہوں سے پانی کے 51 نمونے حاصل کئے جن کو لیبارٹری میں چیک کیا گیا اور ان میں سے صرف 2 نمونے فٹ نہ تھے- جس پر واسا کی مزنگ سب ڈویژن نے واٹر سپلائی کی لائنوں کی فلشنگ، صفائی اور کلورینیشن کو یقینی بنایا

اور پھر دوبارہ ان دو مقامات جن کے نمونے فٹ نہیں تھے ان کی ٹیسٹنگ کروائی جو کہ فٹ ثابت ہوئے۔کیمسٹ کی تصدیق شدہ رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ واسا کو پانی میں آلودگی کے بارے میں شکایات وصول ہوتی ہیں مگر یہ درست نہیں ہے کہ واسا ایسی شکایات پر کوئی توجہ نہ دیتا ہو۔جب کبھی ایسی شکایت وصول ہوتی ہے تو واسا کی ٹیم جو کہ کیمسٹ کے زیر نگرانی کام کرتی ہے متعلقہ علاقے کے پانی کے نمونے حاصل کرتی ہے۔ان نمونوں کو واسا کی لیبارٹری میں ٹیسٹ کیا جاتا ہے اور اگر پانی میں کسی قسم کی آلودگی ہو تو متعلقہ سب ڈویژن کے متاثرہ علاقے میں واٹر سپلائی کی لائنوں کی فلشنگ، صفائی اور کلورینیشن کو یقینی بنایا جاتا ہے۔پھر دوبارہ لیبارٹری میں ان علاقوں کے پانی کے نمونوں کی ٹیسٹنگ کی جاتی ہے اور یہ واسا کے اقدامات کا ہی نتیجہ ہے کہ مزنگ روڈ کے علاقے میں 51 نمونوں میں سے صرف 2 نمونے فٹ نہ تھے جن کو واٹر سپلائی لائنوں کی صفائی اور فلشنگ کے بعد دوبارہ چیک کیا تو وہ بھی درست قرار پائے۔

(ج) حکومت پنجاب نے لاہور شہر میں صاف پانی کی فراہمی کو مسلسل اور یقینی بنانے کے لئے 69 نئے ٹیوب ویلوں کی تنصیب کے کام کی منظوری دے دی ہے۔ان ٹیوب ویلوں کی تنصیب پر حکومت 412.309 ملین روپے خرچ کر رہی ہے۔ان میں مزنگ کے علاقے میں 4 نئے ٹیوب ویل بمقام مزنگ اڈا، لٹن روڈ پارک، فرید کورٹ ہاؤس اور جنازگاہ لٹن روڈ شامل ہیں۔ان ٹیوب ویلوں کی تنصیب کا ٹھیکہ فرنٹیئر ورکس آرگنائزیشن کو دے دیا گیا ہے اور جلد ہی کام کا آغاز ہو جائے گا۔مزید برآں حکومت پنجاب کی ہدایات کی روشنی میں جن علاقوں میں پانی کی کمی یا آلودگی کی شکایت ہو وہاں پر پانی کے ٹینکروں کے ذریعے پانی کی فراہمی کو یقینی بنایا جاتا ہے۔پچھلے دو مہینوں میں گلشن پارک مغل پورہ، ایف 2 بلاک جوہر ٹاؤن، سیکٹر سی 1 گرین ٹاؤن، ڈی بلاک تاج پورہ، جنرل ہسپتال، اعظم گارڈن مصطفیٰ ٹاؤن، داتا نگر، سکندریہ کالونی شمع پارک وغیرہ کے علاقوں میں پانی کی کمی کی شکایت کو دور کرنے کے لئے واٹر ٹینکروں کے ذریعے پانی کی فراہمی کو یقینی بنایا گیا۔

تحصیل صادق آباد واٹر سپلائی کی تفصیلات

*988: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یونین کونسل نواز آباد، تحصیل صادق آباد میں واٹر سپلائی کے منصوبے کے تحت اب تک کیا پیشرفت ہو چکی ہے اگر جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت کسی تعصب کے پیش نظر اس علاقے کے عوام کی ترقی و خوشحالی کو پس پشت ڈالنا چاہتی ہے؟

(ب) تحصیل صادق آباد میں اب تک نکاسی آب کے کتنے منصوبوں پر کام شروع یا مکمل ہو چکا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) چونکہ یونین کونسل نواز آباد کے چکوک کا زیر زمین پانی میٹھا ہے۔اس لئے اب تک واٹر سپلائی کا کوئی منصوبہ نہ بنا ہے اور نہ ہی اس کی ضرورت محسوس کی گئی ہے۔

(ب) تحصیل صادق آباد میں اب تک نکاسی آب کے 33 دیہی اور 10 شہری منصوبے مکمل ہو چکے ہیں (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) جب کہ صادق آباد شہر میں نکاسی آب (سیوریج) کا ایک منصوبہ 17.903 ملین روپے کی لاگت کا اس وقت بھی زیر تعمیر ہے۔

گلاب دیوی ہاؤسنگ سکیم ایل ڈی اے
فلیٹس کی تعداد و تفصیل

*1023: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گلاب دیوی ہاؤسنگ سکیم میں ایل ڈی اے کے کتنے فلیٹس ہیں؟

(ب) یہ فلیٹ کب، کتنی لاگت سے تعمیر کئے گئے تھے؟

(ج) یہ فلیٹ کتنے کمروں کے ہیں اور کتنے کتنے رقبہ پر مشتمل ہیں؟

(د) مذکورہ فلیٹ جن افراد کو الاٹ کئے گئے، ان کے نام، ولدیت اور پتہ جات بیان کریں؟

(ہ) کتنے اور کون کون سے فلیٹ خالی پڑے ہیں؟

(و) کتنے فلیٹس پر کن کن افراد نے کب سے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے، ان کے نام، ولدیت اور پتہ جات بیان کریں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف)

بلاک	تعداد فلیٹس
15 x 1	15عدد
18 x 3	54عدد

گلاب دیوی ہاؤسنگ سکیم میں ایل ڈی اے کے کل 69 فلیٹس ہیں

(ب) یہ فلیٹس 1983 میں تقریباً 2 کروڑ 49 لاکھ میں تعمیر کیئے گئے تھے

(ج) ان فلیٹس کی تفصیل درج ذیل ہے

فلور	فلیٹس کی تعداد	کمرے	کورڈ رقبہ	کل رقبہ (مربع فٹ)
گراؤنڈ فلور	23	6	2143	49289
فرسٹ فلور	23	5	1807	41561
سیکنڈ فلور	23	5	1711	39353

(د) یہ فلیٹ جن افراد کو الاٹ کئے گئے ان کی لسٹ تتمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) بمطابق ریکارڈ کوئی فلیٹ خالی نہ ہے

(و) صرف ایک فلیٹ نمبر 23/بی، گلاب دیوی ہاؤسنگ سکیم پر ناجائز قابض محمد یعقوب دلشاد نے اپنی بید خلی کے خلاف ملک الطاف حسین سول جج کی عدالت سے حکم امتناعی حاصل کیا ہوا ہے اور تاحال کیس عدالت میں زیر سماعت ہے اور بمطابق رپورٹ ایل ڈی اے کونسل کیس ھذا مورخہ 08-11-17 بغرض شہادت مقرر ہے تاہم اس حکم امتناعی کے خارج ہوتے ہی ضروری قانونی کارروائی کے بعد قبضہ بحق ایل ڈی اے کروالیا جائے گا۔

شیراکوٹ لاہور میں سیوریج کے مسائل

*1031: مہر اشتیاق احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے آج سے بیس سال قبل گلی نمبر 25 مدنی سٹریٹ اور گلی نمبر 26 ابوبکر سٹریٹ نیو مسلم پارک غنی کالونی شیراکوٹ لاہور میں 9 انچ قطر کے سیوریج پائپ ڈالے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اردگرد کی گلیوں کے سیوریج کا گندا پانی مذکورہ سیوریج میں ڈالنے کی وجہ سے یہ سیوریج پائپ گند سے بھرے پڑے ہیں اور باوجود صفائی کرانے کے آئے دن بند رہتے ہیں؟

(ج) کیا حکومت گلی نمبر 25 اور 26 میں 12 انچ قطر کے سیوریج پائپ بچھا کر ان کا اخراج نیو شالیمار روڈ (گندا نالہ) میں بچھائے گئے سیوریج پائپوں سے جوڑنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت نے آج سے بیس سال قبل گلی نمبر 25 مدنی سٹریٹ اور گلی نمبر 26 ابوبکر سٹریٹ نیو مسلم پارک غنی کالونی شیرا کوٹ لاہور میں 9 انچ قطر کے سیوریج پائپ ڈالے تھے۔

(ب) اردگرد کے سیوریج کا گندہ پانی مذکورہ سیوریج میں ڈالنے کی وجہ سے موجودہ سیوریج سسٹم گلی نمبر 26 پر تو اثر پڑتا ہے لیکن سیوریج کی صفائی اکثر ہوتی رہتی ہے اور گلی نمبر 26 ابوبکر سٹریٹ کے سیوریج کا نظام نارمل ہے۔

(ج) اگر گلی نمبر 25 اور 26 میں 9 انچ قطر کے سیوریج کو نیو شالیمار روڈ (گندا نالہ) میں بچھائے گئے سیوریج پائپوں سے جوڑا جائے تو گلی نمبر 25 اور 26 میں موجودہ 9 انچ قطر کے سیور کو الٹی ڈھلوان پر چلانا ہوگا جو کہ ٹیکنیکل طور پر درست نہیں ہے۔ اس کے علاوہ گلی نمبر 25 اور 26 اتنی تنگ ہیں کہ نیا سیور ڈالنا ناممکن ہے۔

لاہور۔ بیگم کوٹ فضل پارک کے مین بازار میں سیوریج کا مسئلہ

*1133: ملک نوشیر خان لنگڑیال: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور بیگم کوٹ، فضل پارک، شوکت کالونی کے مین بازار میں سیوریج اور سولنگ نہ ہونے کی وجہ سے ہر وقت پانی کھڑا رہتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ شوکت کالونی کے مین بازار میں ابھی تک سولنگ نہیں لگایا گیا؟

(ج) حکومت مذکورہ علاقوں میں کب تک بنیادی سہولیات مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) یہ بات درست نہ ہے کہ مذکورہ تین آبادیوں میں سیوریج نہ ہونے کی وجہ سے ہر وقت پانی کھڑا رہتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ فضل پارک میں 18 انچ قطر، بیگم کوٹ مین بازار میں 24 انچ قطر اور شوکت کالونی میں 18 انچ قطر کے واسا کے سیور پائپ بچھے ہوئے ہیں اور پانی کے نکاس کے لئے فضل پارک میں ایک ڈسپوزل سٹیشن بھی موجود ہے۔ یہاں پانی کا نکاس احسن طریقے سے کر دیا جاتا ہے۔

(ب) واسا کے متعلقہ نہ ہے۔

(ج) واسا کے متعلقہ نہ ہے۔

خالق قومی ترانہ حفیظ جالندھری کے مزار کی دیکھ بھال و دیگر تفصیلات

*1263: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ خالق قومی ترانہ حفیظ جالندھری کا مزار محکمہ ہاؤسنگ کے ذیلی ادارے پی ایچ اے کے زیر انتظام ہے، یہ مزار کہاں واقع ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ پی ایچ اے ہر مالی سال میں مزار کے نظم و نسق (دیکھ بھال وغیرہ) کے لئے فنڈ مختص کرتا ہے، فنڈ کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال 2002 تا 2007 مزار کی تعمیر و مرمت اور تزئین و آرائش پر محکمہ ایک بھاری رقم خرچ کر چکا ہے، اخراجات کی تفصیل سال وائز مہیا کی جائے، نیز مزار کی تعمیر کب ہوئی اور اس پر کتنی لاگت آئی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ خالق قومی ترانہ حفیظ جالندھری کے مزار پر کوئی عملہ تعینات نہ ہے اور اس مزار کی دیکھ بھال وہاں کے مقامی لوگ کرتے ہیں؟

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مزار کی اصل شکل کو کب تک بحال کرنے اور تعینات عملہ کو بروقت تنخواہ جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) حفیظ جالندھری کے مزار کی عمارت فٹ پاتھ اور لوہے کے جنگلے کی دیکھ بھال سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ذمہ ہے جبکہ محکمہ پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی مزار کے ارد گرد 2 کنال باغ کی دیکھ بھال کرتا ہے یہ مزار مینار پاکستان کے مین گیٹ کے پہلو میں واقع ہے۔

(ب) محکمہ پی ایچ اے نے مزار کے ارد گرد باغ کی دیکھ بھال کے لئے ایک مالی 3900 روپے ماہانہ اور ایک چوکیدار 3900 روپے ماہانہ تعینات کیا ہوا ہے جن کی مجموعی تنخواہ سالانہ 93600 روپے ہے۔اس کے علاوہ پی ایچ اے کوئی رقم خرچ نہیں کرتا۔

(ج) محکمہ پی ایچ اے نے حفیظ جالندھری کے مزار کی تزئین و آرائش کے لئے 2002 تا 2007 ماسوائے مالی اور چوکیدار کی تنخواہ کے کوئی رقم خرچ نہیں کی اس مزار کی تعمیر 4-8-1988 میں ہوئی مزار کی تعمیر پر لاگت کے متعلق سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے معلوم کیا جائے اسی نے یہ مزار تعمیر کروایا تھا۔

(د) حفیظ جالندھری کے مزار پر باغ کی دیکھ بھال کے لئے ایک مالی اور ایک چوکیدار تعینات ہیں جو کہ اپنے فرائض ذمہ داری سے ادا کرتے ہیں اسی لئے باغ بہترین حالت میں ہے۔

(ہ) مزار کے سول ورک میں کمی بیشی یا عمارت فٹ پاتھ اور جنگلے کی مرمت وغیرہ کا ذمہ دار محکمہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ہے۔باغ کی دیکھ بھال کے لئے تعینات ایک مالی اور چوکیدار کی تنخواہ محکمہ پی ایچ اے بروقت ادا کرتا ہے۔

گلی نمبر 25 مدنی سٹریٹ اور گلی نمبر 26 ابو بکر سٹریٹ شیرا کوٹ لاہور میں سیوریج و پانی کے مسائل

*1291: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے آج سے بیس سال قبل گلی نمبر 25 مدنی سٹریٹ اور گلی نمبر 26 ابو بکر سٹریٹ نیو مسلم پارک غنی کالونی شیرا کوٹ لاہور میں 9 انچ قطر کے سیوریج پائپ ڈالے تھے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ اردگرد کی گلیوں کے سیوریج کا گندا پانی مذکورہ سیوریج میں ڈالنے کی وجہ سے یہ سیوریج پائپ گند سے بھرے پڑے ہیں اور باوجود صفائی کے آئے دن بند رہتے ہیں؟

(ج) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گلی نمبر 25 اور 26 میں 12 انچ قطر کے سیوریج پائپ بچھا کر ان کا اخراج نیو شالیمار روڈ گندا نالہ میں بچھائے گئے، سیوریج پائپوں سے جوڑنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ غنی کالونی نیو مسلم پارک، ناصر کالونی، نگینہ کالونی شیراکوٹ لاہور کے مکینوں کو گلشن راوی پارک پل شیراکوٹ میں نصب ٹیوب ویل سے پینے کا سرکاری پانی مہیا کیا جاتا ہے جو ناکافی ہے؟

(ہ) اگر ایسا ہے تو کیا حکومت 60 فٹ سڑک پر نصب ٹیوب ویل سے بھی علاقے کے مکینوں کو پینے کا سرکاری پانی مہیا کر کے ان کی مشکلات دور کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت نے آج سے بیس سال قبل گلی نمبر 25 مدنی سٹریٹ اور گلی نمبر 26 ابوبکر سٹریٹ نیو مسلم پارک غنی کالونی شیراکوٹ لاہور میں 9 انچ قطر کے سیوریج پائپ ڈالے تھے۔

(ب) اردگرد کے سیوریج کا گندہ پانی مذکورہ سیوریج میں ڈالنے کی وجہ سے موجودہ سیوریج سسٹم گلی نمبر 26 پر تو اثر پڑا ہے لیکن سیوریج کی صفائی اکثر ہوتی رہتی ہے اور گلی نمبر 26 ابوبکر سٹریٹ کے سیوریج کا نظام نارمل ہے۔

(ج) اگر گلی نمبر 25 اور 26 میں 9 انچ قطر کے سیوریج کو نیو شالیمار روڈ (گندا نالہ) میں بچھائے گئے سیوریج پائپوں سے جوڑا جائے تو گلی نمبر 25 اور 26 میں موجودہ 9 انچ قطر کے سیور کو الٹی ڈھلوان پر چلانا ہوگا جو کہ ٹیکنیکل طور پر درست نہیں ہے۔ اس کے علاوہ گلی نمبر 25 اور 26 اتنی تنگ ہیں کہ نیا سیور ڈالنا ناممکن ہے۔

(د) جی ہاں یہ درست ہے۔ حکومت پنجاب نے لاہور شہر میں صاف پانی کی فراہمی کو مسلسل اور یقینی بنانے کے لئے 69 نئے ٹیوب ویلوں کی تنصیب کے کام کی منظوری دے دی ہے۔ ان

ٹیوب ویلوں کی تنصیب پر حکومت 412.309 ملین روپے خرچ کر رہی ہے۔ان میں جی بلاک گلشن راوی ٹیوب ویل بھی شامل ہے۔ان ٹیوب ویلوں کی تنصیب کا ٹھیکہ فرنٹیئر ورکس آرگنائزیشن کو دے دیا گیا ہے اور جلد ہی کام کا آغاز ہو جائے گا۔

(ہ) ان آبادیوں کا کنکشن 60 فٹ سڑک پر نصب ٹیوب ویل کے ساتھ ہے لیکن اس کی گنجائش کم ہے۔مزید بہتری کے لئے محکمہ نے 60 فٹ سڑک موڑہ شریف پر بھی ایک اضافی ٹیوب ویل تجویز کیا ہے۔

نواب ٹاؤن مظفر گڑھ کی سڑک کی تعمیر نو کا مسئلہ

*1368: مہر ارشاد احمد خاں سیال: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نواب ٹاؤن مظفر گڑھ میں سیوریج بچھانے سے سڑک بالکل تباہ ہو گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پبلک ہیلتھ کے پاس سڑک بنانے کے لئے کٹوتی کا پیسہ بھی موجود ہے؟

(ج) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک نہیں تو کیوں؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد):

(الف) یہ درست ہے کہ نواب ٹاؤن مظفر گڑھ میں سیوریج لائن بچھانے سے سڑک کا کنارہ ٹوٹ گیا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے سڑک بنانے کے لئے اسٹیمیٹ میں رقم مختص کی تھی جس کی ادائیگی بذریعہ چیک نمبر 173788 ای مورخہ 27-03-2008 مبلغ -/122000 روپے ٹی ایم اے مظفر گڑھ کر دی گئی ہے۔

(ج) اب یہ ٹی ایم اے مظفر گڑھ سے متعلقہ ہے تاہم محکمہ اس کی پیروی کر رہا ہے اور ٹی ایم اے کو یاددھانی کروائی گئی ہے۔

فیصل آباد پیپلز کالونی میں سیوریج لائن بچھانے کا مسئلہ

*1382: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) فیصل آباد کی پیپلز کالونی نمبر 2 فوارہ چوک میں واسا کی طرف سے سیوریج لائن کب بچھائی گئی اور اس پر کتنی لاگت آئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سیوریج لائن حالیہ بارشوں کی وجہ سے بیٹھ گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سیوریج لائن ڈالنے کے دوران صابریہ سراجیہ قبرستان کے قریب ایک کمسن بچے کی جان بھی ضائع ہو چکی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سیوریج لائن کے بیٹھ جانے کی وجہ سے سڑک بھی بیٹھ رہی ہے جس سے کوئی بھی بڑا حادثہ رونما ہو سکتا ہے؟

(ہ) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ سیوریج لائن کی وجہ سے قومی خزانے کو ہونے والے نقصان کے ذمہ داروں کے خلاف کارروائی اور سیوریج لائن کو از سرنو بچھانے کا حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجہ؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) فیصل آباد پیپلز کالونی نمبر 2 فوارہ چوک تا الٰہی آباد ڈسپوزل ورکس تک واسا، ایف ڈی اے نے 4 فٹ قطر کی 2800 فٹ سیور لائن جس کی مالیت 11.03 ملین روپے ہے، بچھائی گئی۔ یہ منصوبہ جون 2008 کو پایہ تکمیل ہوا۔

(ب) یہ حقائق پر مبنی نہ ہے۔ مذکورہ بالا سیور لائن درست حالت میں کام کر رہی ہے اور ملحقہ آبادیوں کے دیرینہ سیوریج مسائل حل ہو گئے ہیں۔

(ج) اس ضمن میں عرض ہے کہ مذکورہ سیور لائن بچھانے کے واسطے سڑک توڑنے اور بحالی کے لئے مبلغ 12 لاکھ روپے مورخہ 30 مئی 2007 کو محکمہ شاہرات ضلعی حکومت کو جمع کروائے گئے۔ بچھائی گئی سیور لائن کے اوپر مٹی کی بجائے دریائی ریت ڈالنا، فالتو مٹی کو باہر پھینکوانا اور دوبارہ سڑک تعمیر کرنا محکمہ شاہرات کے کام میں شامل تھا۔ صابریہ سراجیہ سکول کے قریب سیور لائن کا حصہ مورخہ 30 نومبر 2007 تک مکمل ہو گیا تھا اور ڈسٹرکٹ آفیسر روڈ کو مورخہ یکم دسمبر 2007 دوران میٹنگ مطلع کیا گیا کہ اس حصہ پر اپنا کام شروع کریں۔ بذریعہ مراسلہ نمبری 1682 مورخہ 12-12-2007 دوبارہ متنبہ

کیا کہ سڑک کی تعمیر کا کام شروع کریں تا کہ کوئی نقصان نہ ہو جائے، محکمہ شاہرات نے مورخہ 07-01-2008 کو ریت کی بھرائی اور مٹی اٹھانے کا کام شروع کیا۔ محکمہ شاہرات کے کام کے دوران ہی 10 محرم الحرام مورخہ 20 جنوری 2008 کو لوگوں کی بڑی تعداد نے اس مقام سے مٹی نکال کر قبروں پہ ڈالنی شروع کر دی، جس کے باعث مٹی کا تودہ گرنے سے واٹر سپلائی لائن ٹوٹ گئی اور ایک بچہ نیچے دب کر جاں بحق ہو گیا۔ ضلعی ناظم نے ڈائریکٹر جنرل ایف ڈی اے کو معاملے کی انکوائری کا حکم دیا، جس نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ محکمہ واسا کا کوئی اہلکار یا ٹھیکیدار اس نقصان کا ذمہ دار نہ ہے۔ (انکوائری رپورٹ اور اخباری تراشے ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں)

(د) سیور لائن اپنی صحیح اور درست حالت میں کام کر رہی ہے اور موقعہ پر کسی بھی جگہ سے سڑک بیٹھی نہ ہے۔

(ہ) مذکورہ اجزا میں کوئی بھی درست نہ ہے۔ سیور لائن صحیح اور درست طور پر کام کر رہی ہے اور علاقہ کی ملحقہ آبادیوں کا سیور کا مسئلہ مستقل بنیادوں پر حل کر دیا گیا ہے۔

ایم ڈی اے کا قیام و دیگر تفصیلات

*1399: محترمہ نرگس پروین اعوان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ایم ڈی اے کب قائم ہوا تھا اور اس کے قیام کے مقاصد کیا تھے؟

(ب) یہ ادارہ اپنے مقاصد حاصل کرنے میں کہاں تک کامیاب ہوا ہے؟

(ج) اس ادارے کا مالی سال 07-2006 اور 08-2007 کا ترقیاتی اور غیر ترقیاتی بجٹ کتنا تھا؟

(د) ترقیاتی بجٹ میں سے کتنی رقم سیوریج اور واٹر سپلائی پر ان سالوں کے دوران خرچ کی گئی ہے؟

(ہ) ملتان شہر کی کتنے فیصد آبادی کو یہ ادارہ پینے کے لئے پانی فراہم کر رہا ہے؟

(و) بقایا آبادی کو کب تک یہ ادارہ پینے کے لئے پانی کی فراہمی کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) ایم ڈی اے کا قیام پنجاب شہری ترقی ایکٹ 1976 کے تحت 22-اکتوبر 1976 کو عمل میں آیا۔ یہ ادارہ ملتان امپروومنٹ ٹرسٹ کے جانشین کے طور پر وجود میں آیا جو کہ 1944 میں قائم ہوا تھا۔ ایم ڈی اے کے قیام کا بنیادی مقصد ایسی جامع پالیسیاں اور پروگرام مرتب کرنا تھا جن کی روشنی میں ملتان شہر کی ترقی ایک منظم منصوبہ بندی کے تحت ہو۔ چند اہم مقاصد درج ذیل ہیں:۔

1- ملتان شہر کے لئے ماسٹر پلان کی تیاری اور اس کا عملی نفاذ

2- عوام الناس کی فلاح و بہبود کے لئے رہائشی و کمرشل منصوبے بنانا

3- پرائیویٹ سیکٹر میں ہاؤسنگ سکیموں اور لینڈ سب ڈویژن کی منظوری

4- ایم ڈی اے کے کنٹرولڈ ایریا میں مروجہ قوانین کے تحت عمارات کے نقشے منظور کرنا اور منظور شدہ نقشہ جات کے مطابق تعمیرات کی پابندی کروانا۔

5- ماسٹر پلان کے مطابق متعین مقاصد کے لئے شہری زمین کا استعمال اور گورنمنٹ کی کمرشلائزیشن پالیسی کا عملی نفاذ

(ب) مذکورہ بالا مقاصد میں کامیابی کا مختصر خاکہ بالترتیب درج ذیل ہے:۔

1- ایم ڈی اے نے ملتان شہر کی جامع منصوبہ بندی کے لئے 1987 تا 2007 بیس سالہ ماسٹر پلان تیار کیا اور صحیح معنوں میں اس کا عملی نفاذ بھی کیا۔ اب آئندہ بیس سال کے لئے ملتان ماسٹر پلان 2008 تا 2028 میسرز نیسپاک کے تعاون سے تیاری کے مراحل میں ہے جو کہ عنقریب تکمیل کے بعد نافذ العمل ہو گا۔ لہذا شہر کی ترقی ماسٹر پلان کے مطابق منظم انداز میں کامیابی سے جاری ہے۔

2- ادارہ ہذا نے اپنے قیام کے بعد 13 رہائشی کالونیاں بنائی ہیں۔ جن کا کل رقبہ 2050 ایکڑ ہے اور مختلف سائز کے 20415 رہائشی پلاٹ عوام الناس کو آسان قسطوں / نرخوں پر مہیا کئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں سابقہ ملتان امپروومنٹ ٹرسٹ کی 11 ہاؤسنگ سکیموں کا بلڈنگ کنٹرول بھی ایم ڈی اے کے ذمہ ہے۔ کمرشل منصوبوں میں ذکریا شاپنگ سنٹر، ایم ڈی اے آرکیڈ اور ہاؤسنگ سکیموں میں 1000 سے زائد کمرشل پلاٹ شامل ہیں۔

-3 ایم ڈی اے نے پرائیویٹ سیکٹر میں 27 ہاؤسنگ سکیموں اور 70 لینڈ سب ڈویژنز کی منظوری دی ہے جن میں قانون کے مطابق نقشہ کی منظوری اور تعمیر کی اجازت دی جاتی ہے۔علاوہ ازیں بے شمار غیر منظور شدہ ہاؤسنگ سکیموں / لینڈ سب ڈویژن کی گرائی کر کے غیر قانونی پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیموں کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔

-4 مذکورہ بالا ملتان امپرووومنٹ ٹرسٹ /ایم ڈی اے کی ہاؤسنگ کالونیوں اور پرائیویٹ سیکٹر میں منظور شدہ سکیموں کے علاوہ 18 سڑکات کا بلڈنگ کنٹرول بھی ایم ڈی اے کے ذمہ ہے۔جن پر مالکان زمین کو قانون کے مطابق نقشہ منظور کروانے اور عمارات تعمیر کرنے کا پابند کیا جاتا ہے۔اس طرح ادارہ ہذا بے ہنگم تعمیرات روکنے میں اپنا کردار احسن طریقے سے سرانجام دے رہا ہے۔

-5 ماسٹر پلان کے مطابق متعین مقاصد کے لئے شہری زمین کا استعمال کروانا ادارہ ہذا کی اولین ترجیح ہے۔رہائشی علاقوں میں کمرشل سرگرمیوں کا رجحان روز بروز بڑھ رہا ہے۔ادارہ ہذا عوام الناس کی فلاح کو مدنظر رکھتے ہوئے گورنمنٹ کی کمرشلائزیشن پالیسی پر سختی سے عملدرآمد کروانے کے لئے کوشاں ہے اور خلاف قانون کمرشل تعمیرات کی اجازت نہ دے کر ادارہ اپنے فرائض بطریق احسن سرانجام دے رہا ہے اور ادارہ کی خدمات سے بلاشبہ عوام الناس مستفید ہو رہے ہیں۔

(ج) ادارے کا مالی سال 07-2006 اور 08-2007 کا ترقیاتی اور غیر ترقیاتی بجٹ

(رقوم ملین روپے میں)

تفصیل مدات	بجٹ تخمینہ 2006-07	بجٹ تخمینہ 2007-08
ترقیاتی اخراجات		
1-ترقیاتی اخراجات(ذاتی ذرائع سے)	772.592	1264.992
2- ترقیاتی اخراجات (گورنمنٹ فنڈز و دیگر محکمہ جات)	124.912	245.852
غیر ترقیاتی اخراجات		
1-غیر ترقیاتی اخراجات(ذاتی ذرائع سے)	170.585	192.218
کل اخراجات	1068.089	1703.062

(د) سیوریج اور واٹر سپلائی پر اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

	2006-07	2007-08
سیوریج	411.224	586.884
واٹر سپلائی	97.829	183.927

(ہ) واسا(ایم ڈی اے)اس وقت تقریباً55 فیصد آبادی کو پینے کا پانی فراہم کر رہا ہے۔
(و) وزیراعظم پیکج برائے فراہمی آب مرحلہ 6 کے تحت آئندہ تین سالوں میں بقایا تمام آبادی کو یہ سہولت مہیا کر دی جائے گی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا!ابھی نیچے آپ کے حکم کے تحت صحافیوں کے پاس گئی تھی۔ان کا احتجاج جاری ہے وہ قطعاً احتجاج ختم کرنے پر راضی نہیں ہیں اور ان کا احتجاج جائز ہے۔ان کی ایک لیڈی رپورٹر کو جس طریقے سے، جبکہ وہ ایم ایس کی اجازت سے ڈینگی وائرس پر رپورٹ بنا رہی تھی زدو کوب کیا گیا،اس کو مارا گیا اور الٹا اس کے خلاف مقدمہ درج کر دیا گیا۔

جناب سپیکر!میں یہاں پر یہ بات ضرور عرض کرنا چاہوں گی کہ موجودہ حکومت میں خواتین کے ساتھ کچھ اچھا سلوک روا نہیں رکھا جا رہا۔ کمیٹی روم سے بھی پی ٹی وی کے نمائندوں کو نکال باہر کیا ہے،ان خواتین کے پاس بھی کوئی جگہ نہیں ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔میں بات کر لوں، جو ضروری بات ہوتی ہے اس کو بھی نہیں سننے دیتے۔مجھے رپورٹ لینے دیں۔حاجی اسحاق صاحب آپ کی کیا رپورٹ ہے؟آپ صحافیوں کو منانے کے لئے گئے تھے۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے معزز اراکین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر:آپ آجائیں آپ کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔وزیر مال!

محترمہ ساجدہ میر:جناب والا!آپ اس سلسلے میں متعلقہ تھانے سے رپورٹ طلب کریں اور کہیں کہ وہ اس کی انکوائری کریں۔

جناب سپیکر:جی،جب وہ آئیں یہ مل بیٹھیں گے،اسی لئے انہوں نے وقت دیا ہے۔آپ تشریف رکھیں اور مجھے وزیر مال سے رپورٹ لینے دیں۔

وزیر مال(حاجی محمد اسحاق):جناب والا!رانا افضل صاحب، محسن لغاری صاحب اور آپ کی بنائی ہوئی کمیٹی کے مطابق دوسرے لوگ صحافی بھائیوں کے پاس گئے تھے۔

جناب سپیکر:وہ تو جو آپ کے ساتھ گئے تھے میرے خیال میں وہ بھی واک آؤٹ کر گئے ہیں۔

وزیر مال(حاجی محمد اسحاق):نہیں۔جناب۔انہوں نے جا کر اپنے وزیروں کی شکایتیں کرنی شروع کر دیں۔اخباری نمائندوں سے کہا کہ آپ اس کو کیوں نہیں اجاگر کرتے؟وہ اس House کے ساتھ

اتنے مخلص ہیں دوسرا زعیم قادری صاحب اور رانا افضل صاحب نے انہیں بڑی اچھے طریقے سے وضاحت کی کہ وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان نے ایس پی صاحب کو بلایا ہوا ہے، وہ ان سے بات کریں گے۔ انہوں نے کہا ہے کہ رات انہوں نے ہمیں جواب دے دیا تھا۔ اب ایم ایس کو بھی معطل کریں تو ہم پھر House میں آئیں گے۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ ایک گھنٹہ کا ٹائم لے لیں، آدھے گھنٹے کے لئے وقفہ کر لیں اور آپس میں بیٹھ کر بات کر لیں۔ ایس پی صاحب ادھر آ رہے ہیں لیکن صحافی بھائی ابھی نہیں مانے۔

چودھری ندیم خادم: جناب والا! ایم ایس صاحب کو ایسے معطل نہیں کرنا چاہئے۔ پہلے انکوائری کمیٹی بنا دیں اس کے بعد جو کارروائی کرنی ہے وہ کریں۔

وزیر مال (حاجی محمد اسحاق): ہم نے کہا ہے کہ انکوائری ہو رہی ہے، ابھی ایک گھنٹہ میں آپ کو رپورٹ مل جائے گی لیکن وہ آئیں تو سہی۔ رانا افضل صاحب بتا دیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب والا! ہم نے مؤدبانہ گزارش کی ہے کہ ہمیں وقت دیں۔ ڈاکٹروں کے بھی مسائل ہیں ایم ایس بھی ڈاکٹروں کی وجہ سے شدید pressure میں ہیں اور ڈاکٹروں کے بھی شکوے ہیں تو وہ کہتے ہیں نہیں، یک طرفہ طور پر پہلے آپ ان کو معطل کریں اور پھر ہم آپ سے بات کریں گے تو ہم نے ان سے یہ request کی ہے کہ ایس پی کو یہاں طلب کر لیا گیا ہے، وہ تھوڑی دیر میں یہاں پر آ رہے ہیں اور وہ آپ کی بات بھی سنیں گے اور اس کا معقول حل آج ہی اور ایک گھنٹے کے اندر انشاء اللہ نکال لیا جائے گا لیکن وہ کہتے ہیں کہ جب تک معاملہ حل نہیں ہو جاتا تو پھر وہ ایک گھنٹہ ہم باہر ہی گزارنا چاہتے ہیں۔ ہم نے ایم ایس کو بھی معطل کروانا ہے، ڈاکٹر کو بھی معطل کروانا ہے۔

جناب سپیکر: جی کسی کو condemn on heart تو نہیں کیا جا سکتا۔ پریس کے حضرات خود بھی سمجھدار ہیں۔ ہم تو کمیٹی کے ذریعے ان کو بلانا چاہتے تھے لیکن افسوس ہے کہ وہ تشریف نہیں لائے۔ اب یک نہ شد دو شد، ہمارے جو اپوزیشن کے ساتھی ہیں وہ بھی باہر تشریف لے گئے ہیں۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات اور تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب والا! اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات اور تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ پریس بھی باہر جا چکی ہے اور اپوزیشن نے بھی واک آؤٹ کیا ہوا ہے۔ اس میں بڑی simple سی بات ہے کہ اس سلسلے میں ایک کمیٹی بنا دی جائے جو دو دن کے اندر اندر رپورٹ دے دے جس کے ذمے جو بات آتی ہے، اگر پولیس کے ذمے آتی ہے تو اس کے لئے sort-out کر لیا جائے اور اگر ایم ایس کے خلاف بھی کوئی کارروائی کرنی ہے وہ بھی کر لی جائے لیکن اس طرح واک آؤٹ کرنے سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا لہذا میں سمجھتا ہوں کہ ایک دفعہ پھر کوشش کی جائے کہ پریس اور اپوزیشن کو اندر بلایا جائے تاکہ اس معاملے کو resolve کیا جا سکے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں جو بھی کارروائی ہوتی ہے اس میں تین اہم فریق ہیں۔ Treasury Benches ہیں، اس کے بعد اپوزیشن ہے اور اس کے بعد ہمارے صحافی بھائی ہیں تو ان کی اہمیت اور اپوزیشن کی اہمیت اتنی ہی ہے جتنی کہ Treasury Benches کی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس issue کے اوپر جب ان کا اتنا concern ہے کہ صحافی بھائیوں نے بھی واک آؤٹ کیا، اس کے بعد اپوزیشن نے بھی واک آؤٹ کیا ہے تو مناسب ہو گا، میری یہ تجویز ہے کہ آپ اس ہاؤس کی کارروائی کو تھوڑی دیر کے لئے adjourn کر دیں۔ میں نے سیکرٹری صحت کو بھی بلا لیا ہے تو ہم بیٹھ کر اس معاملے کو resolve کر لیں گے اور اس کے بعد پھر ہاؤس کی کارروائی کو جاری رکھا جائے گا۔

جناب سپیکر: کتنے منٹ کے لئے؟ دیکھیں! آج 12:30 بجے تک ہاؤس کا ٹائم ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ابھی 11:20 ہوئے ہیں تو آپ ہاؤس کی کارروائی کو تقریباً ایک گھنٹے کے لئے adjourn کر دیں۔ اگر یہ معاملہ within an hour resolve ہو جائے اور اس کے بعد ہم 5 یا 10 منٹ کی کارروائی کر کے اس کو adjourn کر دیں گے تو کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ جو agenda آج نہیں ہو سکے گا اسے Monday کو take up کر لیں گے لیکن یہ بڑا ضروری ہے کہ ہم ان کے ساتھ اظہار ہمدردی کریں۔

جناب سپیکر: چلیں جی، اب ہم 12:20 پر دوبارہ ملیں گے اس وقت تک اجلاس adjourn کیا جاتا ہے۔

(ایک گھنٹہ کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 12:20 پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میری آپ سے استدعا ہے کہ کل جو زرعی ٹیکس کے بارے میں بات ہوئی تھی اور رانا ثناء اللہ صاحب نے کل یہ decide کیا تھا کہ اس کی بحث کے لئے پورا ایک دن رکھا جائے۔ اس سے پہلے میری دو تحاریک التوائے کار تھیں اس سلسلے میں بھی رانا صاحب سے بات ہوئی ہے کہ اس میں ایک فلیٹ ریٹ آبیانہ کے متعلق تھی اور دوسری شوگر ملز مالکان کی طرف سے کسانوں کو جو پچھلے سال کی ادائیگیاں ابھی تک نہیں کی جارہیں اس سے متعلق تھی تو اس سلسلے میں اگر مہربانی اور شفقت فرمائیں تو سوموار کے دن الگ الگ ان کے تین issues ہیں اور ان تینوں issues پر اگر الگ الگ ٹائم مقرر فرمادیں تو آپ کی شفقت ہوگی۔ رانا صاحب سے میری بات ہوگئی تھی اور رانا صاحب نے فرمایا تھا کہ بے شک سوموار کا دن آپ مختص کروالیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جیسا کہ کلو صاحب نے فرمایا تھا کہ پچھلے اجلاس میں سپیکر صاحب کی طرف سے یہ ایک decision آیا تھا کہ یہ adjournment motion ہے اس کو accept کرتے ہیں اور اس کے لئے next session میں ہم دو گھنٹے fix کریں گے۔ ایک فلیٹ ریٹ کے بارے میں ہے اور دوسری زرعی ٹیکس کے بارے میں ہے۔ رات کو وفاقی وزیر زراعت نے straightway refused کیا ہے کہ اس کو ہم considered کر رہے ہیں اور نہ ہی زرعی ٹیکس لگانے کی ہماری کوئی سوچ ہے اور نہ ہی ہم اس کو لگا رہے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب فیڈرل گورنمنٹ کہتی ہے کہ ہم اس کو considered ہی نہیں کر رہے تو ہم اس issue کو ویسے issue بنا کر کیوں پیش کریں؟ جب انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہمارا زرعی ٹیکس لگانے یا consider کرنے یا اس کو کسی انکم ٹیکس کے زمرے میں لانے کا کوئی ارادہ ہے اور نہ ہی ہماری کوئی اس سلسلے میں IMF کے ساتھ commitment ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک non issue ہے کیونکہ ایک واضح طور پر بات سامنے آگئی ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات جو کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے قطعاً اعتراض نہیں ہے کہ آپ نے یہ اجلاس adjourn کیا لیکن ہم صحافی بھائیوں کے ساتھ ہیں اور اگر ان کے ساتھ زیادتی ہو، اگر کسی عام شہری کے ساتھ بھی زیادتی ہو تو یہ ہاؤس ان کے ساتھ ہے اور ہم ان کا بھرپور ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں اور اس پر action لینے کے لئے بھی تیار ہیں۔ یہ tradition ٹھیک نہیں ہے کہ اگر کوئی MS یا کسی ایک آدمی کے ساتھ واقعہ ہو تو پوری اسمبلی کے اجلاس کو adjourn کر دیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس میں دو آدمیوں کا ضرور fault ہو سکتا ہے، اس میں سے ایک آدمی کا fault ہو سکتا ہے جو بھی آپ نے کمیٹی بنائی ہے اور جو آپ کی direction ہے اور جس نے یہ حرکت کی ہو گی definitely آپ کی Chair سے بھی انکوائری کی رپورٹ کے بعد ان کے خلاف direction آئے گی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں سات کروڑ عوام کا کیا قصور ہے کہ جنہوں نے ہمیں یہاں اس لئے elect کر کے بھیجا ہے کہ آپ ہمارے مسائل وہاں discuss کریں اور ہمارے بارے میں بہتری کی سوچ لائیں اور ہمارے لئے بہتر سوچ کر کے اس کے اوپر پالیسی بنائیں تاکہ ہمیں اس کا ریلیف ملے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو طریقہ کار ہے اس پر اعتراض اس لئے ہے کہ یہاں روزانہ کوئی نہ کوئی مسئلہ پیش ہوتا ہے، ہمیں اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے، اس پر انکوائری کرنے کے لئے، اس پر action لینے کے لئے یہ پورا ہاؤس چاہے وہ کوئی عام شہری ہو یا کسی بھی ادارے کے ساتھ تعلق رکھتا ہو ہم اس کے ساتھ ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ اس بات کی احتیاط کی جائے کہ اس طرح کے معاملات پر ہاؤس adjourn کرنا میں سمجھتا ہوں کہ بہت بڑی بات ہے اور اگر اس کو پورے غور اور فکر سے دیکھا جائے کہ ایک کارروائی ہاؤس کی چل رہی ہے اور اس کو اس بنیاد پر adjourn کر دیا جائے کہ دو آدمیوں کے درمیان آپس میں جھگڑا ہوا ہے۔ اس میں definitely ہم اس بات کے خلاف ہیں کہ جس کی زیادتی ہو اس کے خلاف action لیا جائے اور اس کے خلاف ہم ایک strong action کروانے میں ان کے ساتھ ہیں اور اس action کی تکمیل تک ہم ان کے ساتھ ہیں لیکن اگر یہ اجلاس جاری بھی رہتا تو اس دوران رپورٹ آ جاتی اور اس رپورٹ پر آپ اور ہاؤس جو action تجویز کرتے تمام ممبران اس کا بھرپور ساتھ دیتے۔ میری یہی ایک گزارش تھی کہ ہمیں اس بات پر احتیاط کرنی چاہئے کہ ہم اپنے individual matter میں اس ہاؤس کی کارروائی کو adjourn کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات صحیح نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میرے بھائی نوانی صاحب نے جو بات کی ہے کہ ہم نے ہاؤس adjourn کیا ہے۔ یہ آج ہم نے ایک مثال قائم کی ہے کہ ہم نے اپوزیشن اور صحافی بھائیوں کو اتنی اہمیت دی کہ جبکہ ہم اس ہاؤس کے تین partners ہیں۔ ان میں ایک اپوزیشن، ایک ہم اور صحافی، دو جب باہر چلے گئے تو ہم نے ان کی respect کی خاطر، ان کی عزت کی خاطر کہ وہ ہاؤس میں نہیں ہیں تو ہم نے اجلاس کو adjourn کیا اور ہم نے صحافی بھائیوں سے بات کی ہے۔ وہ اور اپوزیشن والے بھی واپس تشریف لے آئے ہیں۔ میں صحافی بھائیوں کا بھی اور اپوزیشن والوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس پر ہم نے انکوائری کرا لی ہے اور اس انکوائری میں یہ ثابت ہوا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے خاتون رپورٹر کے ساتھ بد تمیزی کی ہے، اس کا فون چھینا ہے اور اس کے ساتھ حد سے تجاوز کیا ہے اس لئے ہم نے فیصلہ میں اس ڈاکٹر کو قصوروار ٹھہرایا ہے اور اس کو suspend کیا گیا ہے۔ میں صحافی بھائیوں کا اور اپوزیشن کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! ابھی نوانی صاحب نے انکم ٹیکس کے بارے میں فرمایا ہے تو پچھلے کچھ دنوں میں جب سے یہ IMF کی قسط کے بارے میں تھا تو اس وقت ہر اخبار میں اور ٹیلی ویژن مذاکروں میں یہ بات آتی رہی کہ IMF کڑی شرائط لگا رہا ہے اور direct زرعی ٹیکس کی شرائط کا ذکر چلتا رہا تو اس سلسلے میں بہت اچھا ہوا۔ میں نے تو نہیں سنا کہ جیسا کہ نوانی صاحب فرما رہے ہیں کہ اگر کوئی وضاحت وفاقی وزیر کی طرف سے آگئی ہے تو بہت اچھا ہوا ہے اور اب میری استدعا یہ ہے کہ سوموار کو فلیٹ ریٹ آبیانہ جو کہ آبیانہ اس طرح وصول ہو رہا ہے کہ پانی تو دیا نہیں جا رہا لیکن آبیانہ کاشتکاروں سے وصول کیا جا رہا ہے اور دوسرا گنے کی payments جو ہیں، جب زمیندار گنا کاشت کرتا ہے تو اس وقت بنک سے production loan لے کر کرتا ہے اور وہ اس نے واپس کرنا ہوتا ہے اور اپنے گھر کی ضروریات پوری کرنی ہوتی ہیں اور اگلی فصل کے لئے تیاری کرنی ہوتی ہے لیکن ابھی تک شوگر ملز مالکان نے کاشتکاروں کو گنے کی ادائیگیاں نہیں کیں، یہ ایک بات نہیں بلکہ یہ ایک طریقہ

بن چکا ہے۔ بنک تو ان کو limits دیتے ہیں لیکن ملز مالکان بنکوں کا سود ادا نہیں کرتے اور وہ سود ادا نہ کرنے کی وجہ سے لوگوں کو ادائیگیاں بھی نہیں کرتے جبکہ کسان اسی amount پر سالہا سال تک سود دیتا ہے۔لہذا میری استدعا ہے کہ اس پر بحث کے لئے ایک دن مقرر فرمائیں۔زراعت ریڑھ کی ہڈی ہے اور زراعت کے بغیر آپ کی معیشت کی ترقی صرف ایک خواب ہے۔اس بارے میں رانا صاحب سے بات ہو گئی ہے لہذا آپ اسے سوموار کے دن پر رکھ لیں۔آپ فلیٹ ریٹ، آبیانے کے لئے دو گھنٹے دے دیں اور دو گھنٹے گنے کی ادائیگیوں پر بات کرنے کے لئے دے دیں چونکہ ان کا یہ طریقہ کار ہے کہ وہ ہر سال گنے کے کاشتکار کو تنگ کرتے ہیں۔شکریہ

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیے!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج کے ایک معروف انگریزی اخبار میں پاکستان کی exports کے بارے میں خبر ہے کہ گزشتہ تین ماہ میں exports میں 40 فی صد اضافہ ہوا ہے جو کہ ایک بڑی خوش آئند بات ہے لیکن جب میں نے اس کی تفصیل پڑھی۔ - -

جناب سپیکر: ہاؤس کا ٹائم آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

رانا محمد افضل خان: اس میں لکھا ہوا ہے کہ جب موجودہ تین ماہ کا تقابل پچھلے تین ماہ سے کیا گیا تو چینی کی export میں 100 فیصد اضافہ ہے اور گندم کی export میں بھی 100 فی صد اضافہ ہے۔مجھے یہ پڑھ کر بڑی تشویش ہوئی۔ابھی یہاں پر ہمارے سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب تشریف فرما تھے۔وہ مرکزی حکومت، پنجاب حکومت اور اس اسمبلی کے درمیان ایک پل کی حیثیت رکھتے ہیں۔لہذا میں چاہوں گا کہ اس سال کے تین ماہ اور گزشتہ سال کے تین ماہ کے دوران یہ جو چینی اور گندم کی exports میں 100 فیصد اضافہ ہوا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ گندم اور چینی کا کوئی مسئلہ کھڑا نہ ہو جائے۔ لہذا ہمیں مرکزی حکومت سے اس کا جواب ملنا چاہئے کہ کیا واقعی گندم اور چینی export ہو رہی ہے؟

پوائنٹ آف آرڈر

پنجاب میں فوڈ سپورٹ سکیم کی رسم میں ڈاکیوں کی خورد برد

حاجی ذوالفقار علی: پوائنٹ آف آرڈر-جناب سپیکر! میاں محمد شہباز شریف صاحب کی فوڈ سپورٹ پروگرام پالیسی بڑے احسن طریقے سے جاری ہے جس سے غریب، بیمار اور بیوہ عورتیں فیض یاب ہو رہی ہیں لیکن اس میں ایک مسئلہ آ گیا ہے کہ کئی جگہوں پر ڈاکئے خود ہی انگوٹھے لگا کر وہ رقم خورد بُرد کر رہے ہیں-جب ایک ڈاکخانے کو لسٹ جاتی ہے تو وہی لسٹ متعلقہ ایم پی اے کو جانی چاہئے تاکہ اس پر check and balance رہے-یہ بہت ضروری اور اہم issue ہے-ہمیں ابھی صبح ہی اطلاع ملی ہے کہ ایسا ہو رہا ہے-میاں محمد شہباز شریف صاحب غریبوں سے ہمدردی رکھتے ہیں اور ان کی ہی یہ پالیسی ہے-یہ بیواؤں، غریبوں بیماروں اور یتیموں کے لئے پالیسی ہے جو اس رقم سے فیض یاب ہو رہے ہیں لیکن ڈاکئے خود ہی انگوٹھے لگا کر رقم خورد بُرد کر رہے ہیں-لہذا میں پھر استدعا کرتا ہوں کہ جب یہ لسٹ ڈاکخانے جائے تو وہ لسٹ متعلقہ ایم پی اے کو بھی جائے تاکہ ان پر check and balance رہے اور یہ رقم متعلقہ اور مستحق لوگوں تک پہنچے-

جناب سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! حکومت پنجاب اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب نے ان غریب گھرانوں کی مدد کے لئے یہ فوڈ سٹیمپ سکیم شروع کی ہے جو غربت کی ایسی صورتحال میں ہیں کہ جو گندم، آٹے کی مہنگائی ہوئی ہے وہ اسے بھی برداشت نہیں کر سکتے اور یوٹیلٹی bills برداشت نہیں کر سکتے-ہم بھی یہ سمجھتے ہیں کہ ایک ہزار کی اتنی چھوٹی رقم سے کسی بھی گھر کا کسی بھی خاندان کا گزارہ نہیں ہو سکتا---

جناب سپیکر: وہ اس سے اختلاف نہیں کرتے-وہ صرف یہ چاہ رہے ہیں کہ لسٹ متعلقہ ایم پی اے کو فراہم کی جائے-

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اصل بات یہ ہے کہ انتہائی درجے پر جا کر اسے fool proof بنایا گیا ہے اور اس سے متعلق بہت شاذونادر ہی شکایات ملی ہیں اور جو ملی ہیں ان کو remove کیا گیا ہے-اب جو میں سمجھ سکا ہوں وہ یہ فرما رہے ہیں کہ اس کی ایک لسٹ متعلقہ ایم پی اے کو بھی دے دی جائے- ہم دانستہ طور پر اس پر ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن کے ذریعے

implementکروا رہے تھے تاکہ اس میں کسی قسم کی political involvementیا allegation کا سلسلہ نہ آئے۔انھوں نے جو تجویز دی ہے اس بارے میں عرض ہے کہ پنجاب میں فوڈ سٹیمپ سکیم کے انچارج ایس اے حمید صاحب کو میں سوموار کو یہاں بلوالوں گا اور یہ سارے دوست ان کے ساتھ بیٹھ جائیں۔میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس میں ہماری involvementنہ ہی ہو تو بہتر ہے لیکن یہ جو طریقہ کار بھی finalکریں گے تو ہم اس کے مطابق کوشش کریں گے کہ اس قسم کی شکایات کا ازالہ ہو جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!مجھے بھی فوڈ سٹیمپ پر بات کرنے دی جائے۔

جناب سپیکر:ابھی فوڈ سٹیمپ پر بحث نہیں ہو رہی۔یہ تو ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا گیا ہے۔لغاری صاحب! پلیز آپ تشریف رکھیں۔اب تحاریک استحقاق کا وقت ہے اور جن کی تحریک استحقاق ہے ان کو کیا کہوں چونکہ ٹائم ان کا ہے۔

ملک محمد وارث کلو:جناب سپیکر!میں نے جو بات کی تھی۔

جناب سپیکر:میں آپ کی ہی بات کر رہا ہوں۔رانا صاحب! سعید اکبر نوانی صاحب نے فرمایا ہے کہ ان کی منسٹر صاحب سے بات ہوئی ہے یا انھوں نے کہیں پڑھا ہے یا کہیں سے سن کر آئے ہیں کہ وفاقی حکومت کا کوئی ایسا ارادہ نہیں ہے کہ وہ زرعی ٹیکس یا زرعی انکم ٹیکس لگائے۔وہ کہہ رہے کہ ہمیں اس پر زیادہ stressنہیں کرنا چاہئے جب تک وہاں سے کوئی ایسی بات finalنہ ہو چونکہ وہ کہہ رہے ہیں کہ ابھی تک آئی ایم ایف سے ان کی کوئی ایسی بات نہیں ہوئی ہے۔

جناب سعید اکبر خان:جناب سپیکر!رات کو نذر محمد گوندل صاحب ٹیلی ویژن پر تھے اور پھر میری ان سے ٹیلی فون پر بھی بات ہوئی انھوں نے کہا کہ خان صاحب ہماری کوئی commitment نہیں ہے۔ آئی ایم ایف کی recommendation تھی لیکن ہم اس بات کو acceptنہیں کر رہے۔پھر میں کامران خان کے پروگرام میں خود سن رہا تھا کہ جب انھوں نے سوال کیا کہ آپ نے زرعی ٹیکس لگانا ہے تو وزیر مملکت نے کہا کہ ہم قطعاً اس پر نہیں سوچ رہے اور ہم زراعت پر کوئی انکم ٹیکس نہیں لگا رہے۔

جناب سپیکر:اگر انھوں نے یہ کہا ہے تو بڑی اچھی بات ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں نے خود سنا ہے، انھوں نے بڑا straightway کہا ہے- وزیر زراعت نے پہلے پروگرام میں اسے straightway refuse کیا کہ ہم کوئی زرعی ٹیکس نہیں لگارہے-اس پروگرام میں رانانذیر صاحب بھی تھے اور انھوں نے بھی اس بات پر وزیر صاحب کو مبارکباد دی اور کہا کہ ہم اس پر بحث کرنے کے لئے بہت تیار ہو کر آئے تھے لیکن چودھری صاحب کی statement کے بعد بحث ہی ختم ہو گئی ہے اس لئے ہم ان کو مبارکباد دیتے ہیں کہ انھوں نے 80 فیصد آبادی کو تباہ ہونے سے بچالیا ہے-

جناب سپیکر: انھوں نے منسٹر صاحب کو مبارکباد دی ہے اور میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں-

جناب سعید اکبر خان: شکریہ-

محترمہ شمیلا اسلم: پوائنٹ آف آرڈر-

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ شمیلا اسلم: جناب سپیکر! میں ہاؤس کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلے کی جانب مبذول کروانا چاہتی ہوں کہ صوبہ پنجاب میں گائے اور بھینسوں سے جلد دودھ حاصل کرنے کے لئے جو انجیکشن لگائے جاتے ہیں ان سے نہ صرف چھوٹے بچوں کے hormones disturb ہو رہے ہیں بلکہ---

جناب سپیکر: محترمہ! اس وقت آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا- sorry آپ تشریف رکھیں-

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے ایک ضروری بات کرنی ہے-

جناب سپیکر: شیخ صاحب! ہر ایک کی بات ضروری ہے-

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر میں تو کہتا ہوں کہ آپ ایجنڈے کے مطابق ہاؤس چلائیں- میری انتہائی ضروری تحاریک التوائے کار پڑی ہیں لیکن میں دیکھتا رہتا ہوں کہ آپ ممبران کو مسلسل پوائنٹ آف آرڈر پر اجازت دیتے ہیں- آپ نے تو یہاں تک اجازت دے دی کہ ایکسپورٹ کیوں بڑھ رہی ہے حالانکہ وہ simple سی بات ہے کہ خدانخواستہ پاکستانی روپے کی جتنی قیمت کم ہو گی اتنی ایکسپورٹ بڑھے گی- میری ایک تحریک التوائے کار لے لیں چونکہ میں تین دن سے انتظار کر رہا ہوں- میں کوشش کرتا ہوں کہ ایجنڈے کے بغیر نہ چلا جائے-

جناب سپیکر: نہیں، وہ آپ کی باری کے مطابق آئے گی- sorry

شیخ علاؤالدین: جناب! آپ باری لائیں گے تو آئے گی۔

جناب سپیکر: جی، میں ادھر چل رہا ہوں۔ وارث کلو صاحب! please تشریف رکھیں۔ جی، لغاری صاحب! آپ فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اب تو بات پرانی ہو گئی ہے۔ اس وقت Food Stamp کی بات ہو رہی تھی۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میری گزارش بھی سن لیں، میں بھی بڑی important بات کرنا چاہتا ہوں، چونکہ ابھی رانا صاحب تشریف فرما ہیں تو مجھے اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: میں ابھی آپ کو وقت دیتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مجھے کوئی interrupt کرتا ہے تو بڑا عجیب لگتا ہے کیونکہ میں کسی کی بات کو نہیں کاٹتا۔ میری سب بھائیوں اور بہنوں سے گزارش ہے کہ مہربانی کرکے تھوڑا سا بردباری کے ساتھ چلیں اور ایک دوسرے کو بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب سپیکر! اس وقت جب میں بات کر رہا تھا تو Food Stamp Scheme کے حوالے سے بات ہو رہی تھی۔ اب تو یہ بات پرانی ہو گئی ہے۔ ہمیں پہلے بھی کہا گیا تھا کہ ہاؤس کے دائیں طرف یا بائیں طرف جو ممبران بیٹھے ہیں ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ میں آپ سے یہ درخواست کر رہا ہوں کہ جب on the floor of the House یہ assurance دی جاتی ہے تو اسے پورا کیا جائے۔ یا تو پھر assurance کمیٹی ہو جس میں جا کر ہم بات کر سکیں کہ floor پر دی گئی assurance کو پورا نہیں کیا گیا۔ رانا ثناء اللہ صاحب اس بارے میں مہربانی کرکے کوئی واضح بات کہہ دیں کہ جو ممبران پاکستان مسلم لیگ کے ٹکٹ کے اوپر منتخب ہو کر آئے ہیں ان کی recommended جو فہرستیں گئی ہیں کیا ان پر Food Stamp Scheme کا عملدرآمد ہونا ہے یا نہیں؟ اب والا! جو forms دیئے گئے تھے ان کے اوپر ڈی۔سی۔او اور حلقہ کے ایم۔پی۔اے نے دستخط کرنے تھے۔ اگر کوئی اس قسم کے forms process کئے گئے ہیں کہ جن پر حلقہ کے ایم۔پی۔اے کے دستخط نہیں ہیں تو کیا ان کو invalid قرار دیا جائے گا؟ چار مہینے ہو گئے ہیں، اگست سے یہ سکیم شروع ہے۔ اگست، ستمبر، اکتوبر اور اب نومبر ہے۔ میرے حلقے کے اندر میرے لوگوں میں سے جو forms میں نے recommend کئے تھے ان میں سے ایک آدمی

کو بھی یہ Food Stamp Scheme کی امداد نہیں ملی۔ایسے لوگ جو کہ نہ تو ایم۔پی۔اے ہیں اور نہ ٹکٹ ہولڈرز ہیں بلکہ ان کے صرف خاص لوگوں کے ساتھ تعلقات ہیں ان کے کہنے کے اوپر یہ امداد دی جا رہی ہے۔رانا صاحب مہربانی کر کے اس بارے میں ایک policy statement دے دیں۔آپ کہہ دیں کہ نہیں دینا We will be satisfied and we will sit down. ہم بھیک نہیں مانگ رہے۔اگر ہمارا حق ہے تو ہمیں دیا جائے، نہیں ہے تو اب اس پر ایک واضح statement دے دیں کہ پاکستان مسلم لیگ (ق) اور اپوزیشن والے ممبران کا ترقیاتی فنڈز میں کوئی حق ہے اور نہ ہی آپ لوگوں کا Food Stamp Scheme پر حق ہے۔ہم میں سے کوئی اس بات کو دوبارہ نہیں اٹھائے گا۔ہم چپ کر کے بیٹھ جائیں گے۔اس پر آپ ایک پالیسی statement دے دیں۔

جناب سپیکر: جہاں تک تو ترقیاتی کاموں کی بات ہے تو میرے خیال میں اس میں کسی کی ذات کو نہیں بلکہ ہر حلقے کو یہ فنڈز ملنے چاہئیں۔دوسری بات کا وزیر قانون صاحب جواب دیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اس دن ہمارے معزز ممبر کاٹھیا صاحب نے جھنگ کی مثال دی تھی کہ اس Steering Committee کے وہ لوگ ممبر ہیں کہ جن کا کوئی تعلق نہیں ہے اور جو لوگ الیکشن جیتے ہوئے ہیں ان کو ignore کیا جا رہا ہے۔اس بارے میں آپ ایک پالیسی statement دے دیں، واضح کہہ دیں کہ بھئی تم لوگوں کا حق نہیں ہے تو ہم میں سے کوئی بھی آئندہ اس issue کو نہیں اٹھائے گا۔اگر آپ ایسی statement نہیں دیں گے تو بار بار ایک ایک کر کے لوگ یہ issue اٹھاتے رہیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم لغاری صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ جو Steering Committee کی انھوں نے بات کی ہے تو یہ Steering کمیٹیاں ضلعی سطح پر پنجاب کے ترقیاتی پروگرام کو monitor کرنے کے لئے تشکیل دی گئی ہیں۔ دیکھیں، حکومت نے ایک ترقیاتی پروگرام کو چلانا ہوتا ہے اور حزب اختلاف نے اس کے اوپر تنقید کر کے اس پروگرام کی سمت کو درست رکھنا ہوتا ہے۔اگر آپ نے ہمارے ساتھ بیٹھ کر ان سرکاری معاملات کو اور پروگراموں کو چلانا ہے تو پھر ٹھیک ہے آپ ادھر ہمارے ساتھ ہی آ جائیں۔پھر اپوزیشن کا role کون ادا کرے گا؟

جناب محمد محسن خان لغاری: ابھی تو میں نے ترقیاتی پروگرام کی بات ہی نہیں کی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اب آپ نے Food Stamp Scheme کے حوالے سے جو بات کی ہے میں اس کا بھی جواب دے دیتا ہوں۔ دیکھیں، Food Stamp Scheme کے معاملے میں وزیر اعلیٰ پنجاب، میاں محمد شہباز شریف صاحب نے ہر ضلعے میں اس بات کو ensure کیا ہے۔ وہاں پر جو ڈی۔ سی۔ او صاحبان ہیں انھیں کہا گیا ہے کہ جو فہرست تم وہاں سے فراہم کرو گے اس کے ساتھ آپ نے سرٹیفکیٹ لگانا ہے کہ یہ جن لوگوں کے نام ہیں یہ صحیح حق دار ہیں اور اس certification کے بعد تم اس کی ہر چیز کے ذمہ دار ہو گے۔ اس میں نام آپ دیں، میں دوں یا کوئی اور دے لیکن اس میں entire responsibility ڈی۔ سی۔ او کی ہے اور وہ باقاعدہ سرٹیفکیٹ لگا کر جس فہرست کو فائنل کرے گا انھیں Food Stamp ملے گی Scheme Food Stamp میں کسی سیاسی جماعت یا کارکن کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ جو غریب آدمی ہے، جو حق دار ہے اس کا تعلق خواہ کسی بھی جماعت سے ہو اسے Food Stamp ملتی ہے۔

جناب سپیکر: وارث کلو صاحب کی طرف سے ایک تجویز آئی تھی۔ میرے خیال میں آپ کو وہ ملے بھی ہوں گے تو اس کے لئے بھی کوئی ٹائم ہمیں fix کرنا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میں آپ کے علم میں یہ بات لانی چاہتا ہوں کہ یہ جو آپ کے سامنے sign of honour پڑا ہے اس کی وجہ سے بعض اوقات مجھے بھی بڑی دقت ہوتی ہے اور آپ کو بھی اکثر دقت ہوتی ہے کہ میں آپ کو نظر نہیں آ رہا ہوتا تو اس sign of honour کی کوئی سمت بدل دیں یا اس کو نیچے رکھوا دیں کیونکہ اس سے بڑی مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، میرے خیال میں یہ ٹھیک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں جب بیٹھ جاؤں تو پھر میرے اوپر آپ کی نظر ہی نہیں پڑتی۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ مجھے نظر آ رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اس کی وجہ سے میری نظر آپ کی نظر سے ملتی نہیں ہے تو اس لئے اگر آپ اس کی تھوڑی بہت side change کر دیں تو مہربانی ہو گی۔ دوسرا آپ کلو صاحب کے بارے میں فرما رہے تھے۔

جناب سپیکر: جی، وارث کلو صاحب فرمارہے تھے کہ آپ کے ساتھ ان کی بات ہوئی ہے کہ شوگر ملز والے payment نہیں دے رہے ہیں تواس پر کوئی ایک گھنٹہ بحث رکھی جائے۔

جناب محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں نے فلیٹ ریٹ آبیانہ اور شوگر ملز کی payments کے بارے میں عرض کیا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ عرض کردوں کہ Monday کا دن ہم نے زراعت پر بحث کے لئے مختص کیا ہے۔ اب دیکھیں، بات یہ ہے کہ آبیانہ ہو، فلیٹ ریٹ ہو، زرعی ٹیکس انکم ٹیکس کی بات ہو یا پانی سے متعلقہ بات ہو یہ تمام چیزیں basically زراعت سے ہی منسلک ہیں تو اس دن یہ لازمی نہیں ہے کہ ہم نے صرف ایک segment پر ہی بحث کرنی ہے اس دن کافی وقت ہوگا۔ جس طرح آپ نے روایت ڈالی ہے، انشاء اللہ تعالیٰ صحیح وقت پر تین بجے اجلاس شروع ہو جائے گا اور چار پانچ بجے تک ایجنڈا کو ختم کر کے بے شک رات دس بجے تک ممبران بحث کرتے رہیں۔ میں تو یہ بھی درخواست کروں گا کہ اس دن زراعت پر بحث کے وقت وہ ممبران جن کا تعلق دیہی علاقوں سے ہے یا جن کا تعلق زراعت سے ہے وہ سب کے سب یہاں پر موجود ہونے چاہئیں۔ وہ سب بات کریں۔ فلیٹ ریٹ کے بارے میں بات کریں، انکم ٹیکس کے بارے میں بات کریں اور باقی سارے موضوعات کو بھی discuss کریں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میری اس سلسلے میں استدعا ہے۔

جناب سپیکر: وارث کلو صاحب! آپ کی بات تو ہو گئی ہے۔ ہم آپ کو وقت دے رہے ہیں۔ اس دن آپ کھل کر بات کر لینا۔ دیکھیں اب آپ ایجنڈے کے مطابق چلنے نہیں دے رہے۔

ملک محمد وارث کلو: میں نہیں چلنے دے رہا؟ غلطی کر رہا ہوں کہ صرف زراعت کی بات کرتا ہوں۔ ادھر سارا دن non-issues پر discussion ہوتی رہتی ہے اور میں غلطی کر رہا ہوں کہ زراعت کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: وارث کلو صاحب! ہم تو آپ کی بات مان رہے ہیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ فلیٹ ریٹ آبیانہ پر پچھلی اسمبلی میں، جب یہ فلیٹ ریٹ آبیانہ لگا تھا تو میں نے اس وقت بھی یہ احتجاج کیا تھا۔

جناب سپیکر: کلو صاحب! آپ کو بحث کے لئے وقت ملے گا۔ اس میں یہ ساری بات کر لیجئے گا۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں، آپ بات تو سنتے نہیں ہیں اور حکم دے دیتے ہیں۔ میں آپ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ پچھلی دفعہ یہ ایک فیصلہ ہوا تھا۔ فلیٹ ریٹ آبیانہ پر ہمارے پانچ اضلاع کو مخصوص طور پر یہ کہا گیا تھا کہ واقعی وہاں پر بہت زیادتی ہو رہی ہے اور وہ اب پھر دوبارہ سے پورا لگا کر لینا شروع کر دیا گیا ہے۔ لوگوں کی پکڑ دھکڑ جاری ہے۔ لوگ حوالاتوں میں پڑے ہیں۔ یہاں مظفر گڑھ، میانوالی اور بھکر کے جو ایم۔پی۔اے صاحبان بیٹھے ہیں ان کے علم میں یہ ساری بات ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اس کو amalgamate مت کریں۔ میری تحریک التوائے کار کو آپ زندہ کریں جو ایک چیز کمیٹی کے سپرد ہو گئی تھی اس کو آپ نے kill کر دیا، اس کو آپ نے lapse کر دیا۔ مجھے دو گھنٹے کا وقت صرف فلیٹ ریٹ آبیانہ پر بات کرنے کے لئے دیں۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: جی، بس اب تشریف رکھیں۔ کلو صاحب! Thank you very much چودھری محمد طارق گجر صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے اور آج وزیر قانون صاحب نے اس کا جواب دینا تھا۔ کیا طارق گجر صاحب تشریف رکھتے ہیں؟ میرے خیال میں وہ تشریف نہیں رکھتے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر وہ interested نہیں ہیں تو پھر اسے dispose of کر دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔ محترمہ! کیا آپ نے اپنی تحریک پڑھ دی تھی؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جی، ہاں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! کیا اس کا جواب آگیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں جو، جواب موصول ہوا ہے اس میں تو انہوں نے کہا ہے کہ اس تمام واقعہ کا نوٹس لیتے ہوئے فوراً انکوائری کا حکم دیا گیا۔ انکوائری کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق تمام قصور telephone attendant اعجاز کا ہے جسے سختی سے ہدایت کر دی گئی ہے کہ آئندہ ایسی کوتاہی نہ کی جائے ورنہ Efficiency and Discipline Rules کے تحت نوکری سے برخاست کر دیا جائے گا۔ میں محکمے کے اس جواب سے مطمئن نہیں

ہوں، اگر انکوائری کمیٹی نے یہی conclude کیا ہے کہ محترمہ ایم پی اے صاحبہ جب ان کے پاس بار بار گئیں اور انہوں نے ٹیلی فون پر رابطہ کیا اور وہ telephone attendant صحیح طور پر ان کو convey نہیں کرتا رہا تو کم از کم انہیں چاہئے تھا کہ اس telephone attendant کے خلاف کارروائی کر کے اس کو سزا دے کر پھر جواب بھیجتے تو اس لئے اس معاملے کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اس معاملے کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ محترمہ انجم صفدر صاحبہ۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ دیکھیں یہ ان کا time ہے۔ kindly آپ خیال کیا کریں میں آپ کا بہت احترام کرتا ہوں لیکن مجھے افسوس ہے کہ ایجنڈے کے مطابق آپ مجھے نہیں چلنے دے رہیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب والا! یہ disturbance---

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ انجم صفدر صاحبہ۔

ایس ایچ او جلالپور بھٹیاں کا معزز خاتون رکن کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر صاحب! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے 9-اکتوبر 2008 کو تقریباً ساڑھے آٹھ بجے رات SHO تھانہ جلالپور بھٹیاں ضلع حافظ آباد رانا فرزند کے موبائل فون نمبر 03009608361 پر فون کیا اور اپنا تعارف کرواتے ہوئے ایک عوامی نوعیت کے مسئلہ کے متعلق بات کی تو موصوف SHO سیخ پا ہو کر انتہائی تلخ انداز میں گویا ہوئے کہ آپ اس معاملے میں مجھے ڈسٹرب نہ کریں بلکہ میں ایک SHO ہوں اور وہی کروں گا جو کہ میرے دائرہ اختیار میں ہے اور میں کسی ایم پی اے یا ایم این اے کے ماتحت نہیں ہوں کہ وہ مجھے جو کہے میں کرتا چلا جاؤں بلکہ میں کسی بھی سیاسی آدمی کی بات نہیں مانتا اور نہ ہی کوئی مجھ پر اپنا سیاسی دباؤ ڈال کر من مانی کروا سکتا ہے۔ میں نے موصوف SHO سے کہا کہ آپ اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے ہی اپنے اختیارات کا استعمال کریں لیکن وہ کریں

جو قانون کے مطابق ہے جس پر مذکورہ SHO کا رویہ انتہائی کرخت ہو گیا اور اس نے مجھے دھمکی دی کہ میرے پاس اتنے اختیارات ہیں کہ میں آپ کو بھی کسی مقدمہ میں ملوث کر سکتا ہوں اور میرے ہاتھوں سے کوئی بھی بچ کر نہیں جا سکتا۔ SHO کی اس گفتگو کے بعد میں نے یہ پوچھا کہ کیا آپ کو پتا ہے کہ آپ ایک عوامی نمائندہ سے مخاطب ہیں تو جواب ملا کہ ہاں میں جانتا ہوں کہ آپ ایم پی اے ہیں اور اسی لئے میں اس لہجے میں بات کر رہا ہوں۔ جس پر میں نے کہا کہ آپ ہوش و حواس میں رہتے ہوئے میرے ساتھ تمیز سے بات کریں اور آپ کو ایک ایم پی اے سے ایسا رویہ زیب نہیں دیتا۔ میری یہ بات سن کر SHO نے انتہائی تند و ترش لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ مجھے کوئی سیاسی آدمی under pressure نہیں کر سکتا اور نہ کوئی میرا کچھ بگاڑ سکتا ہے لہذا آپ بھی میرا کچھ بگاڑ سکتیں ہیں اور نہ ہی میں کسی ایم پی اے کو کچھ سمجھتا ہوں۔ مذکورہ SHO کا رویہ میرے ساتھ انتہائی تضحیک آمیز تھا جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو یہ فرمایا ہے کہ میں نے اس ٹیلی فون نمبر پر فون کیا ہے اور اپنا تعارف کرواتے ہوئے ایک عوامی نوعیت کے مسئلے کے متعلق بات کی۔ اب اس میں جناب سپیکر آگے سے جو جواب آیا ہے وہ جواب یہ ہے کہ یہ کوئی بین الاضلاعی گروہ ہے جو ٹرکوں پر جب سامان لوڈ ہو کر جاتا ہے تو یہ راستے میں ٹرک کے ٹرک غائب کر دیتے ہیں اور یہ کوئی تقریباً 19 لاکھ 47 ہزار 5 سو روپے کی مالیت کا سامان ایک ٹرک میں لوڈ تھا۔ انہوں نے وہ ٹرک راستے میں غائب کر دیا اور بعد میں ملزم پکڑے گئے تو انہوں نے یہ کہا ہے کہ ان ملزموں کو چھڑوانے یا favour دینے کے لئے معزز رکن نے فون کیا تھا۔ میں اس سلسلے میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ یہ چونکہ معاملہ تھوڑا سا پیچیدہ ہے تو اس کو آپ pending فرما دیں۔ میں متعلقہ افسران کو بلا کر اس بات پر پہلے اپنے طور پر مطمئن ہو جاؤں کہ آیا انہوں نے کسی عوامی مسئلے پر بات کی تھی یا کوئی اس قسم کا مسئلہ تھا تو اس کے مطابق جو ساری گزارشات ہوں گی وہ House کے سامنے رکھ دیں گے۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! میں یہاں پر ایک چیز عرض کرنا چاہوں گی کہ میں کسی پارٹی کی طرف سے نہیں تھی۔ میں نے صرف ان معاملات کی تہہ تک پہنچنے کے لئے ان سے پوچھا تھا کہ آیا آپ جو انکوائری کر رہے ہیں کیا یہ آپ میرٹ پر کر رہے ہیں؟ میرا صرف یہ سوال تھا جب انہوں نے میرے ساتھ بدتمیزی کی تو میرا یہ جواب تھا کہ آپ اس میں جو بھی مجرم ہے ان کو میری طرف سے بے شک پھانسی لگا دیں مگر میرا استحقاق مجروح کرنے کا آپ کو کوئی حق نہیں ہے۔ میں کسی پارٹی کی طرف سے نہیں تھی اور وزیر قانون صاحب سے میری گزارش ہے کہ انصاف کو سامنے رکھ کر اس کی انکوائری کروائی جائے، نہیں تو میں اس پر مکمل احتجاج کروں گی۔ یہ کوئی بات نہیں ہے کہ ایک ایس ایچ او جواب دے اور میرا استحقاق یہاں پر مزید مجروح کیا جائے۔ ایس ایچ او نے بھی یہی الفاظ کہے تھے جو آج مجھے یہاں کہے جا رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! میں شاید اپنی بات کو پوری طرح سے واضح نہیں کر سکا۔ میں نے یہ کہا ہے کہ ان کا جو مؤقف ہے کہ انہوں نے کسی عوامی مسئلے پر بات کی، آگے سے مؤقف یہ آیا کہ یہ اس قسم کا گینگ ہے اور انہوں نے اس کے متعلق بات کی ہے۔ میں نے اپنی کوئی رائے نہیں دی بلکہ میں نے یہی کہا ہے کہ اس کو pending فرما کر مجھے وقت عنایت فرمائیں۔ تو میں اس کو پوری طرح سے دیکھ کر پھر اس کے بعد میری جو رائے ہوگی وہ میں اس House کے سامنے رکھ دوں گا۔

جناب سپیکر: کب تک اس کو pending کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا اس کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کر لیں۔

جناب سپیکر: کب تک؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اگلے بدھ یا جمعرات تک کر لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس وقت خواتین کے حوالے سے جو صورتحال سامنے آ رہی ہے یہ انتہائی تشویش ناک ہوتی چلی جا رہی ہے۔ خواتین کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ رکھنے کی

مثالیں دن بدن بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔ آپ custodian of the House ہیں اور اس وقت ایوان میں جو چھوٹی سی اپوزیشن ہے وہ اللہ کے بعد آپ ہی کی طرف دیکھ رہی ہے۔ اس قسم کے واقعات ہماری خواتین ممبران کے ساتھ در پیش آ رہے ہیں۔ ایوان میں اس قسم کے واقعات در پیش آ رہے ہیں۔ صحافی خواتین کے ساتھ اس قسم کے حالات پیش آ رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے بات کر دی ہے، وہ محکمے کے جواب سے مطمئن نہیں ہیں، انہوں نے اسی لئے اس تحریک استحقاق کو pending کروایا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ سے میری استدعا یہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جمعرات تک کے لئے اس کو pending کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک استحقاق رانا محمد اقبال صاحب کی ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔

آوازیں: اب اس کا کیا کریں گے؟

جناب سپیکر: آپ خوش ہوں گے اگر اسے dispose of کر دیا جائے؟ میرا خیال ہے کہ یہ ممبر کا استحقاق ہے اس کو pending کرتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں؟ اس کو بھی سوموار تک کے لئے pending کرتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد اشرف چوہان صاحب! کی request ہے کہ میری تحریک استحقاق next session کے لئے pending کر دی جائے۔ جی، محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ!

وائس چانسلر زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کا معزز رکن اسمبلی کا فون سننے سے انکار

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے کسی عوامی نوعیت کے معاملے کی بابت 9۔ اکتوبر 2008 کو دن 11/12 بجے وائس چانسلر زرعی یونیورسٹی فیصل آباد عارف علی زیدی کو فون کیا۔ ان کے پی اے ارشاد نے فون attent کیا اور پھر زیدی صاحب سے میری بات کروائی۔ میں نے زیدی صاحب سے معاملہ کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ فی الحال میرے پاس اتنا ٹائم نہیں ہے اور میں بہت مصروف ہوں اور اس

پوزیشن میں نہیں کہ آپ کو کچھ بتا سکوں لہذا اگر آپ نے اس بابت کچھ دریافت کرنا ہے تو مجھے 10 دن بعد فون کرنا۔ یہ کہہ کر انہوں نے فون بند کر دیا۔ بعدازاں میں نے سینکڑوں مرتبہ فون کیا لیکن ان سے بات نہ ہو سکی اور ان کے پی اے نے ہر بار مجھے یہی جواب دیا کہ صاحب مصروف ہیں، صاحب کسی میٹنگ میں ہیں اور جب میں نے پی اے سے زیدی صاحب کا موبائل نمبر مانگا تو پی اے نے زیدی صاحب کا موبائل نمبر دینے سے قطعی انکار کر دیا۔ وائس چانسلر کا ایک ایم پی اے کو یہ کہنا کہ میرے پاس اب وقت نہیں ہے اور اگر آپ نے کچھ پوچھنا ہے تو دس دن بعد مجھ سے رابطہ کرنا اور ٹھک کر کے فون بند کر دینا اور ان کے پی اے کا موبائل نمبر دینے سے انکار کرنا نہ صرف میرا بلکہ اس پورے منتخب ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر جان کی امان پاؤں تو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ وائس چانسلر زرعی یونیورسٹی فیصل آباد عارف علی زیدی۔ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے وائس چانسلر عارف علی زیدی صاحب نہیں ہیں۔ ان کی کس سے بات ہوئی ہے یہ تصحیح فرمادیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! وہ زرعی یونیورسٹی کے وائس چانسلر ہیں۔ اگر نہیں ہیں تو وہ جہاں بھی ہیں ان کو فوری یہاں پر بلایا جائے اور ان سے میں نے ایک چیز کا حساب لینا ہے۔ مجھے تھوڑا سا بولنے کا موقع دیں تاکہ میرے بھائی کو پتا چل جائے کہ میں کس چیز کے بارے میں ان سے بات کرنا چاہتی تھی؟ اصل میں بات یہ تھی کہ حنا شہزادی ایک لڑکی تھی۔ اس نے ایم ایس سی ہوم اکنامکس فرسٹ ڈویژن میں کیا ہوا تھا، بائیو کیمسٹری میں ایم فل کیا ہوا تھا اور پی ایچ ڈی کر رہی تھی۔ اس نے انٹری ٹیسٹ qualify کیا تو وائس چانسلر زرعی یونیورسٹی نے یہ کیا کہ جب وہ انٹرویو کے لئے آئی تو انہوں نے لمبا انٹرویو لینا شروع کر دیا کہ کسی طرح میں اسے باہر کروں۔ اس نے ان لڑکیوں کو job دی جن کا انہوں نے انٹرویو بھی نہیں لیا لہذا میں وزیر قانون سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ کیسا میرٹ ہے کہ چیف منسٹر صاحب یہ کہتے ہیں کہ میرٹ پر بھرتی کی جائے، گورنر صاحب کہتے ہیں میرٹ پر بھرتی کی جائے، وزیراعظم صاحب کہتے ہیں میرٹ پر بھرتی کی جائے۔ وہ لڑکی میٹرک سے لے کر آخر تک high first division ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ اسی لئے تو لوگ اپنی ڈگریاں جلا رہے

ہیں۔ ان میں سے کسی کو job نہیں ملتی اور سارے بے کار ہوتے جا رہے ہیں۔ لڑکیاں گھروں میں بیٹھی بوڑھی ہوتی جا رہی ہیں، ان کی شادی ہو رہی ہے اور نہ انہیں کوئی job مل رہی ہے۔ وزیر قانون صاحب کو چاہئے کہ وہ وہاں اس بات کو دیکھیں۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! اب کیا کیا جائے؟ جس وائس چانسلر کی محترمہ نے بات کی ہے وہ پہلے ادھر تھے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): نہیں، جناب سپیکر! عارف علی زیدی صاحب زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے کبھی بھی وائس چانسلر نہیں رہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے تحریک استحقاق میں جن کا نام لکھا ہے لاء منسٹر صاحب بتا رہے ہیں کہ اس نام کے کوئی وائس چانسلر زرعی یونیورسٹی کے نہیں رہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! مجھے ان کے پی اے نے بتایا تھا کہ ان کا نام عارف علی زیدی ہے۔ وہ وائس چانسلر اب لندن چلے گئے ہیں۔ انہوں نے میرٹ کا غلط استعمال کیا ہے اور ان لوگوں کو job دی جو میرٹ پر نہیں آ رہی تھیں۔ انہوں نے چیف منسٹر صاحب کی شرافت کا فائدہ اٹھایا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی تاریخ اب بنتی ہوئی نظر نہیں آ رہی تو میں کیا کروں؟ میری ہمدردیاں تو آپ کے ساتھ تھیں لیکن افسوس کی بات ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میری بہن کو غلطی لگی ہے۔ وہ GC University کے وائس چانسلر تھے۔ اب وہاں نہیں ہیں، لندن چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نشاندہی نہیں کر پائی ہیں لہذا اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق چودھری ظہیر الدین صاحب کی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہماری پارٹی کی سنٹرل ایگزیکٹو کمیٹی کی میٹنگ ہے۔ چودھری ظہیر الدین صاحب وہاں تشریف لے گئے ہیں لہذا ان کی تحریک کو pending کر دیا جائے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: چودھری صاحب کی تحریک استحقاق کو pending کر دیا جائے۔اب تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوا۔اب ہم Adjournment Motions لیتے ہیں اور ہمارے پاس صرف 7 منٹ ٹائم ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری ایک بڑی اہم تحریک التوائے کار ہے براہ مہربانی اسے out of turn take up کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! Out of turn کیسے لیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ صاحب جس تحریک کے متعلق فرما رہے ہیں کہ اسے out of turn لے لیا جائے۔اس کی کاپی انہوں نے مجھے بھی بھیجی ہے۔یہ انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ ہے۔اگر آپ انہیں پیش کرنے کی اجازت دینا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، consensus ہونا چاہئے۔مجھے تحریک کی کاپی دکھائیں، کدھر ہے؟ دیکھیں، شیخ صاحب! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آپ کی تحریک بہت ہی important ہوگی لیکن قواعد و ضوابط کے ذرا سامنے رکھیں اور قواعد و ضوابط کو مطابق اس پر ابھی تک ہمارے آفس کا نمبر بھی نہیں لگ پایا ہے۔آپ ایسا کریں اسے Monday کے لئے رکھ لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات سن لیں۔میں نے یہ تحریک صبح 8 بجے دی ہے۔یہ پنجاب کی خود مختاری کا مسئلہ ہے اور پنجاب کی گورنمنٹ کا مسئلہ ہے۔اگر آپ اس کو سن لیں اور جواب بے شک سوموار کو آ جائے، منگل کو آ جائے۔آج آپ اس کو دیکھ تو لیں کہ یہ کیا ہے؟ میں نے آج صبح 8 بجے آ کر یہ تحریک التوائے کار دی ہے۔یہ تحریک 4 لائنوں کی ہے، صرف دو منٹ لگیں گے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے اس پر پہلے ہی عرض کر دیا ہے کہ اگر آپ انھیں اجازت دینا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب! آپ اپنی تحریک التوائے کار پڑھ دیں۔

پنجاب پولیس کی کارکردگی کی نگرانی اور جواب طلبی کے لئے قومی اسمبلی کے ارکان پر مشتمل کمیٹی کا قیام

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ یہ امر اس معزز ایوان کی فوری توجہ کا طالب ہے کہ قومی اسمبلی میں محترمہ سپیکر صاحبہ کی منظوری سے ارکان کی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جو پنجاب پولیس کی کارکردگی کی نگرانی کے ساتھ ساتھ جواب طلبی بھی کر سکے گی جو کہ نہ صرف پنجاب کے انتظامی معاملات میں ناجائز دخل اندازی ہے بلکہ پنجاب کی صوبائی خودمختاری کو بھی ایک چیلنج ہے۔ اس امر میں کوئی دو آراء نہیں ہو سکتیں کہ پنجاب میں امن وامان پنجاب حکومت کی ذمہ داری ہے اور پنجاب حکومت ہی پنجاب پولیس سے باز پرس کر سکتی ہے۔ قومی اسمبلی میں اس قسم کی کسی کمیٹی کا بننا جمہوریت اور پورے political system کے لئے خطرناک رجحان پیدا ہو سکتا ہے۔

معزز ارکان ذرا تصور کریں کہ آج اس معزز ایوان کا کوئی بھی رکن ایوان میں ملک کے دفاع اور خارجہ امور کی monitoring کے لئے کسی کمیٹی کی تحریک اگر پیش کر دے اور محترم سپیکر صاحب پنجاب اسمبلی اس پر ایک monitoring comittee بنا دیں تو قومی اسمبلی یا مرکزی حکومت کا اس پر ردعمل کیا ہو گا؟ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کی اجازت دی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس معاملے کی نشاندہی محترم شیخ علاؤالدین صاحب نے کی ہے؟ یہ انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ ہے۔ اس تحریک التوائے کار کی کاپی مجھے ابھی وصول ہوئی ہے اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اسے آپ سوموار یا منگل کے لئے pending کر لیں تاکہ اس پر بہتر طور پر معلومات لے کر جواب دیا جا سکے۔

جناب سپیکر: Monday کے لئے تو پہلے ہی کام بہت زیادہ ہو چکا ہے اس لئے اس کو ہم Tuesday کے لئے رکھ لیتے ہیں۔ اس دوران میں خود بھی محترمہ سپیکر صاحبہ سے بات کروں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ خارجہ امور پر ہماری کمیٹی بنا دیں، ادھر سے بھی دو تین اراکین لے لیں اور ایک مجھ خاکسار کو لے لیں تو ہم ابھی اس کو ٹھیک کر دیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اسی قسم کا ایک معاملہ اس وقت ہماری صوبائی اسمبلی میں چل رہا ہے۔ ہم نے پرسوں Commissioners کی revival کے لئے Land Revenue Act میں amendment کی تجویز دی ہے۔ جس طرح وفاقی حکومت پنجاب کے معاملات میں دخل دینے کی مجاز نہیں ہے اسی طرح صوبائی حکومت ضلعی نظام کے اندر دخل دینے کی مجاز نہیں ہے۔ ہم نے اسی اسمبلی کے اندر ایک Bill کمیٹی کو پیش کیا جو کہ اضلاع کے معاملات میں داخل اندازی کرے گا۔ ہم نے ایک precedent set کیا ہے، یہ اسی کی ایک کڑی ہے۔ میری گزارش ہے کہ ہم اس کے بارے میں بھی کچھ سوچیں۔

جناب سپیکر: یہ معاملہ مختلف ہے اور آپ کا معاملہ مختلف ہے۔ یہ Concurrent List کا معاملہ ہے۔ آپ اس کے متعلق سوچیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! صوبے میں absolutely جو parent حیثیت ہے وہ صوبائی حکومت کی ہے اور Local Bodies Ordinance 2001 کے مطابق اگر ضلعی حکومت اپنے اختیارات سے تجاوز کرے تو صوبائی حکومت کا ultimate اختیار موجود ہے کہ اسے چیک کرے چنانچہ فاضل رکن نے absolutely wag بات کی ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں بات ان کی سمجھ میں آ گئی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار جناب خلیل طاہر سندھو صاحب کی ہے۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار پیش کی جا چکی ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

ایل ڈی اے کا تمام واجبات وصول کرنے کے باوجود کرسچئن کمیونٹی کو حقوق ملکیت نہ دینا

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو ایل ڈی اے حکام ہیں ان کا موقف تھا کہ اس معاملہ کا سپریم کورٹ میں فیصلہ ہو چکا ہے یا pending ہے۔ اس پر بات کرنے کے لئے میں نے ایل ڈی اے کے متعلقہ حکام کو آج بلایا تھا اور محترم mover کے ساتھ بیٹھ کر اسے sort-out کرنا تھا لیکن ہسپتال والے واقعہ کی وجہ سے سارا وقت ادھر لگ گیا ہے اور اس معاملہ پر بات نہیں ہو سکی۔ اس لئے آپ اس تحریک التوائے کار کو اگلے بدھ تک کے لئے pending کر دیں تو ہم اس پر بات کر لیں گے اور اس کو صحیح سمت میں decide کروالیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں موقعے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وزیر قانون صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایل ڈی اے کی حدود کون سی ہیں اور کون سی ٹاؤن کی ہیں؟

جناب سپیکر: مزید 4 منٹ کے لئے وقت بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم لغاری صاحب نے اس دن بھی یہ سوال اٹھایا تھا تو میں نے آج ان سے پتا کر لیا ہے تو جو حدود ایل ڈی اے کی ہیں وہ ایل ڈی اے کی ہیں اور جو ٹاؤن کی ہیں وہ ٹاؤن کی ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آج پھر غلط جواب دیا گیا ہے۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: رانا محمد افضل خان صاحب مجلس خصوصی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ رپورٹیں پیش کریں۔

مجلس خصوصی کی رپورٹیں برائے مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب لینڈ ریونیو مصدرہ 2008 اور تحاریک استحقاق نمبر 3,7/08 کا ایوان میں پیش کیا جانا

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں

1- The Punjab Land Revenue (Amendment) Bill, 2008. (Bill No.18 of 2008.)

2- Privilege Motion No.3 moved by Saeed Akbar Khan MPA PP-49 and

3- Privilege Motion No.7 moved by Major(Retd) Abdur Rehman Rana MPA PP-53

کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: رپورٹیں پیش ہوئیں۔

اب اجلاس 24-نومبر 2008 بروز سوموار بوقت سہ پہر 3:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔